

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

۱۔ عکازہ در صلواتِ جنازہ و فاتحہ

۲۔ ختمادہ، خواجگان

از قلم عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، سبب المسماح
الصادقین و اہل کشف و العارفين فاضل اجل استاذ الامتدہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر الشہیر غلام قادر قریشی، ہاشمی، بروہا، لاہوری

قَدَسَ سِرُّهُ الْعَزِيزِ

جس کو

فقیر ایس معین الحق نے دوبارہ شائع کروایا

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

الحمد لله القاهر على عباده الغافر كه دریں ایام تبرک التیام رساله عجانہ

عکازہ در صلوات جنازہ و فاتحہ

و
ختماتِ خواجگان



از تالیفات عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، محب المشائخ
الصادقین و اہل کشف و العارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

ایس معین الحق

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	(۱) عکازہ در صلوات جنازہ و فاتحہ
	(۲) ختمات خواجگان
مصنف :	حضرت مولانا عبدالقادر قریشی، ہاشمی الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز
صفحات :	۸۰
تعداد :	۱۰۰۰
قیمت (ہر دو کتب) :	۶۰ روپے
اشاعت :	اول
تاریخ اشاعت :	دسمبر ۲۰۱۰ء
ناشر :	فقیر ایس معین الحق (نواسہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ)

ملنے کا پتہ:

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

فہرست مضامین

ختمات خواجگان			عکازہ درصلوات جنازہ و فاتحہ		
صفحہ	عنوان	نمبر	صفحہ	عنوان	نمبر
۴۹	ختم خواجگان	۱۹	۴	مختصر تعارف مصنف	۱
۵۰	حفظ (حفاظت) از ہر بلا	۲۰	۶	عکازہ درصلوات جنازہ	۲
۵۲	طریق خواجگان نقشبند	۲۱	۸	مقدمہ	۳
۵۲	طریق ختم قادریہ (کبیر)	۲۲	۱۶	مسبق نماز جنازہ کا مسئلہ	۴
۵۳	طریق ختم صغیر غوثیہ	۲۳	۱۷	مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے	۵
۵۳	طریق ختم خواجگان چشتیہ	۲۴	۱۸	قبر پر قبہ (گنبد) بنانا	۶
۵۴	فوائد بسم اللہ شریف	۲۵	۲۰	غائبانہ نماز جنازہ کا مسئلہ	۷
۵۸	فوائد آیۃ الکرسی شریف	۲۶	۲۱	زیارت قبور کا مسئلہ	۸
۶۲	دنیا و آخرت کی بھلائی کے اعمال	۲۷	۲۲	اعراس اولیاء اللہ	۹
۷۵	شجرہ عالیہ چشتیہ	۲۸	۲۳	قبر پوشی (چادر) اولیاء اللہ	۱۰
۸۰	نماز قضا کے حاجات	۲۹	۲۵	اسقاط میت	۱۱
			۲۶	تلقین میت	۱۲
			۲۸	قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا	۱۳
			۲۹	اطفال (بچے) مشرکین کا حال	۱۴
			۳۰	توبۃ الیاس مقبولہ	۱۵
			۳۱	اولی بالامامت کون ہے	۱۶
			۳۳	فاتحہ خوانی اور ضروری مسائل	۱۷
			۴۱	ترتیب نماز جنازہ	۱۸

مختصر تعارف

فاضل اجل، عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، قطب دوراں، محبت المشائخ الصادقین، اہل کشف و العارفین حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی الشہیر غلام قادر، بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

برصغیر ہندوپاک میں اپنے دور کے اہل ترین عالم باعمل، محدث اور مجتہد تھے آپ فتنہ ارتدادِ قادیانیت کے خلاف سینہ سپر ہونے والے اولین مشائخ و علما میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۴۹ء میں شمالی پنجاب کے مشہور معروف قصبے بھیرہ ضلع شاہ پور حال ضلع سرگودھا میں ایک نہایت اعلیٰ قریشی ہاشمی خاندان میں ہوئی۔ آپ مقامی طور پر مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی صدر الدین صدر الصدور کی خدمت میں دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے اعلیٰ علمی روایات و اسناد کے ساتھ ہی عرصہ بعد ایک اہم اختلافی مسئلے کی بنا پر آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد لاہور بھائی دروازہ کے اندر مشہور معروف اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ اور جلد ہی آپ کے علمی تبحر کا شہرہ شہر لاہور شریف سے نکل کر پورے پنجاب، سرحد اور برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ گیا۔

اسی اثناء میں سکھوں کے دور بربریت سے آزاد ہونے والی مسجد بیگم شاہی واقع اندرون مستی دروازہ لاہور میں متولیہ صاحبہ کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے۔ اور مسجد کی تولیت سنبھال لی۔ جہاں آپ نے اپنے قیام کے دوران زُشد و ہدایت کے دریا بہائے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدین میں ایسے بڑے بڑے علما فضلاء، گدی نشین اور صالحین شامل ہیں جو خلقت عامہ کے لئے بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوئے۔ بالآخر ۱۹۰۹ء میں ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ء کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ چنانچہ اسی مسجد کے شمال میں واقع آپ کا مزار اقدس آج سو سال گزرنے کے بعد بھی ہجوم عاشقان اور اللہ پاک کی رحمتوں کے متلاشی اللہ والوں کے لئے مرکز زُشد و ہدایت ہے، جہاں سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔

رضائے الہی سے آپ کی زینہ اولاد آپ کے حیات میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی۔ ایک صاحبزادہ صاحب مکہ شریف تشریف لے گئے تھے۔ پھر ان کے متعلقہ منوز کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں۔

آپ میرے پرانا جان (یعنی میری والدہ محترمہ کے نانا جان) تھے۔ میں بھی ایک مدت تک اس خازن دنیا میں یونہی وقت گزارتا رہا۔ بالآخر ۲۰۰۰ء میں اللہ کریم کا خاص فضل و کرم ہوا مجھے عمرہ شریف کی سعادت بابرکت حاصل ہوئی۔ اور آنا فانا میری دنیا ہی بدل گئی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنی زندگی انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ اور الحمد للہ علی ذلک میں نے قرآن کریم کا ترجمہ ایک نہایت اچھوتے انداز میں کیا۔ جس کی نظیر شاید دنیا بھر میں کم ہوگی۔ یعنی کہ اول عربی آیات کریمہ۔ اس کے نیچے ان کا رومن انگلش میں ٹرانس لٹریشن، پھر سامنے انگریزی ترجمہ اور پھر اردو ترجمہ۔ یہ تمام کام میں نے خود اکیلے، بغیر کسی کی امداد کے اللہ پاک کے فضل و کرم سے مکمل کیا اور اس میں میرے سات برس لگ گئے۔ اب پندرہ (۱۵) پارے شائع ہو چکے ہیں اور دوسرے پندرہ (۱۵) پاروں کو بھی جلد طبع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اسی اثنا میں میرے حضرت جی کی بیش قیمت تصانیف جو قریباً ناپید ہوتی جا رہی تھیں۔ انہیں دوبارہ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں دو کتب پہلے پیش خدمت کی جا چکی ہیں۔ اب اسی سلسلے کی دو مزید کتب ”عکازہ در صلوات جنازہ“ اور ”اختصاصات خواجگان“ پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم جاری و ساری رہا تو انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تاکہ موجودہ دور میں جو دینی اور قلبی نا آسودگی پھیل رہی ہے۔ اس تاریکی کو رفع کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ کا عبد ضعیف اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متوال و شیدائے نام

فتیہ ایس معین الحق نقی عنہ

دارالاسلام: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر 9/1، اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

عکازہ در صلوات جنازہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الْمُحِیِّ الْمُمِیَّتِ۔ وَالصَّلٰوَةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
الَّذِیْ كَانَ عِنْدَ بَیْتٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ الدِّیْنِ لَهُمْ صَوْتٌ
وَصِیَّتٌ اَمَّا بَعْدُ: پس باعث تالیف اس رسالہ کا یہی ہے کہ بعض علاقوں
میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ نیت نماز جنازہ کی کیسے پڑھی جائے کبھی کا کہنا
تھا کہ مشہور و معروف نیت جو عوام الناس میں رائج ہے اور زبان زد عوام ہے
ہے اور کوئی خلل بھی اس میں نہیں سوئے ہی مناسب ہے اور کسی کا کہنا ہے کہ
لفظ ثنا کا اس میں نہیں ہونا چاہیے کہ فقط لفظ صلوة ہی کافی ہے اور جو نیت کتب
فقہ میں درج کی گئی ہے یعنی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ لَكَ وَاَدْعُوْ
لِهٰذِهِ الْمَیِّتِ یَا نَوِیْبُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَاَدْعُوْ لِهٰذَا لَمِیَّتِ کَرْنِ
زیادہ مناسب ہے اور اس میں فضیلت یہ ہے کہ لفظ عربی کے ہیں چنانچہ اس
امر میں ایک استفتا نظر آیا جس پر چند اشخاص کے دستخط تھے اور بھی الفاظ
نیات مندرجہ کتاب فقہ کے لکھ کر تصحیح کی گئی تھی اور مضمون دستخطوں کا یہی تھا کہ
یہی صحیح اور عمدہ ہے کہ اگر نیت صحیح ہے تو نماز بھی صحیح اور اگر نیت فاسد ہے تو
نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے ایک دفعہ اتفاقاً حسنہ سے اس فقیر کا مرور (گزر)

۱۔ (نیت کی میں نے اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے، چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ،
ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے ذرود واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دعا واسطے اس میت کے منہ طرف قبلہ شریف کے، اللہ اکبر)

ان قریات (دیہات) میں ہوا تو اس مسئلہ کا استفسار کیا گیا کہ یہ نیت عوام الناس کی درست ہے یا نہیں ہے تو جواب دیا کہ یہ درست ہے اس میں کوئی خلل نہیں ہے۔ بلکہ مناسب تو ہے کہ یہی نیت ہو کیونکہ نماز جنازہ میں ہمارا اور شیعہ اور شافعیہ کا اختلاف ہے اہل سنت و جماعت چار تکبیریں کہتے ہیں اور شیعہ پانچ یا زیادہ اور حنفی ثنا پڑھتے ہیں اور شافعیہ سورۃ فاتحہ بہ نیت قرأت قرآن۔ پس بالضرور یہی استحضر صورت نماز جنازہ عند الحنفیہ چار تکبیر کے علاوہ ثنا بھی کہنی چاہئے۔ چنانچہ سائل مصر ہوا کہ یہی لکھ دیا جاوے۔ اس فقیر نے کہا کہ اگر ایک مختصر رسالہ اس نیت کا معہ ضم و ضمیمہ دیگر فوائد چھپ جاوے تو یہ عوام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ چنانچہ یہ بات قرار پا کر یہ رسالہ عجلۃ الوقت تحریر ہوا۔

مقدمہ

محضر یعنی قریب الموت شخص کو اس وقت رُوبقبلہ کرنا مستحب ہے اگر وہ پہلے ہی سے چپٹ لیٹا ہوا ہے اور کروٹ پر لٹانا اس کو تکلیف دیتا ہے تو وہ چپٹ ہی لیٹا رہے مگر اسے رُوبقبلہ ضرور کیا جاوے اور اس کا سر اونچا ہو اور پاؤں بسوئے قبلہ اور اگر وہ کروٹ پر لیٹا ہوا ہے تو کروٹ پر ہی لیٹا رہے فقط منہ کو رُوبقبلہ کر دیوں۔ چنانچہ تجہیز و تکفین میں تعجیل مسنون ہے اگر نیک ہے تو جلدی اپنی نیکی کو پہنچے گا اور اگر بُرا ہے تو تم کندھوں سے جلدی اس کو اتار دو۔ بہر کیف اس میں ایک مومن کی بہتری ہے محمول کی یا حامل کی جس بات میں کسی مومن کی بہتری ہو وہ مستحب ہے حدیث شریف میں ہے کہ **الْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ** یعنی جلدی شیطان سے ہوتی ہے مگر تین جگہ۔ ایک تجہیز و تکفین میت کی دوم تزویج (شادی) باکرہ بالغہ کی جب کفو ملے اور سوم ادائے دین (قرض) میت، جب تک کہ وہ کندھوں پر ہوتا ہے۔ نیک ہو تو کہتا ہے **قَدِّمُوْلِيْ**، **قَدِّمُوْلِيْ** یعنی تم مجھے لے چلو لے چلو۔ اور اگر بد کردار ہو تو کہتا ہے **اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ لِيْ** یعنی تم مجھے کہاں لئے جاتے ہو۔ یہ بات اس کی سوائے جن وانس کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور نماز جنازہ کے نمازیوں کی طرف سے میت کے واسطے شفاعت ہے رب العالمین

کے حضور میں اور شفاعت انہی لوگوں کے واسطے ہوتی ہے جن کے حق میں شفاعت کرنی اللہ تعالیٰ کو منظور و پسند ہو اور سوائے مومن کے کافر کی شفاعت عند اللہ ناپسند و نامنظور ہے۔ اسی واسطے نماز جنازہ کافر و مشرک کی ناجائز ہے۔ چونکہ مقصد برائے تحریر اس عبارت کا ہے جو عوام الناس میں عند شروع الجنازہ رائج ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا ہوا (الْمَقْصُودُ) نیت باتفاق علماء اہل سنت و جماعت ایک ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا واسطے اللہ تعالیٰ کے خلوص ہو۔ جس میں شک نہ ہو۔ اور یہی ارادہ قلبی صورت نیت کلی ہے۔ اور زبانی عبارت صرف برائے استحضار اس ارادہ کے ہیں۔ اور یہ ارادہ مختلف ہوتا ہے۔ باختلاف مختلف اشخاص بعضے لوگ بدون تلفظ لسانی کے استحضار صورت نماز کا کر کے خلوص لہذا شروع کرتے ہیں اور اکثر عوام بلا تلفظ لسانی کے استحضار نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے علماء نے فرمایا۔ کہ زبانی نیت کرنی مستحب و مستحسن ہے۔ اور اگر زبانی نیت مخالف اصلی نیت قلبی کے ہو جائے تو اس زبانی عبارت کا کوئی اعتبار نہیں اور لحاظ اسی ارادہ قلبی کا ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت نیت کرتے وقت عصر کا وقت زبان سے سرزد ہو جائے تو اس طرح اعتبار ظہر کا ہی ہوگا کہ وہ نماز پڑھنے والے کے دل میں تھا۔ در مختار میں ہے:

وَالنِّيَّةُ وَهِيَ أَرَادَةُ الْمُرْجِعَةِ لِأَحَدِ الْمَسَاوِيْنِ أَعْنَى إِرَادَةِ

الصَّلَاةُ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى الْخُلُوصِ وَالْمَعْتَبِرِ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ لِأَنَّهُ
 كَلَامٌ لَا نِيَّةَ إِلَّا إِذَا عَجَزَ عَنْ إِحْقَارِهِ لَهُمْ أَمَابَتَهُ فَيَكْفِيهِ لِسَانُ
 أَمٍ وَالتَّلْفِظُ عِنْدَ الْإِرَادَةِ بِهَا مُسْتَحَبٌ هُوَ الْمَخْتَارُ وَقِيلَ سُنَّةٌ
 يَعْنِي أَحِبُّهُ السَّلَفُ أَوْ سُنَّتَهُ عُلَمَاءٌ قِيلَ بِدْعَةٌ أَيْ حَسَنَةٌ وَفِي
 الْمَحِيطِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَصِلِيَ لَكَ صَلَاةً كَذَا فَيَسْرُهَا
 لِي وَتَقْبَلْتَهَا مِنِّي

نیت ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا خالص خدا تعالیٰ کے
 واسطے ہو اور معتبر اس نیت میں دل کا کام ہے جو اس ارادہ کے لئے لازم ہے پس
 زبانی عبارت کا اعتبار نہیں ہے۔ در صورتیکہ زبان مخالف دل کے ہو۔ کیونکہ
 یہ عبارت کلام ہے نیت نہیں ہے۔ مگر جب کوئی شخص افکار کی وجہ سے نیت دلی
 کرنے سے عاجز ہے۔ تو اس کے لئے نیت زبانی ہی کافی ہوگی۔ اور تلفظ عند
 الارادہ مستحب ہے، اور یہی مختار مذہب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اسے سنت
 کہا ہے اور بعض لوگوں نے بدعت حسنہ یہ مستحب و سنت بمعنی مَا أَحَبَّهُ
 السَّلَفُ اور سنت علماء ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین سے یہ
 عبارت زبانی منقول نہیں ہوئی اور محیط میں ہے کہ اس طرح کہے اللَّهُمَّ إِنِّي
 أُرِيدُ أَنْ أَصِلِيَ لَكَ الرَّحْمَةَ شَامِي میں ہے کہ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے
 کہ نَوَيْتُ يَا أَنُوِي جیسا کہ راجح ہے۔ اور عام لوگ تلفظ (کہا) کرتے ہیں

کہ نہ چاہئے کہ یہ نیت علماء سے مشہور و منقول نہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ جب عبارت زبانی ترجمہ اور عنوان اس ارادہ قلبی کا ہے تو اب شامی کا یہ کہنا کہ علماء سے مشہور و منقول نہیں منظور (فیہ) ہے۔ بعض علما نے ایسا کہا اور بعض نے یہ مآل دونوں کا ایک ہے۔ اور بہت واضح ہے کہ صلوٰۃ جنازہ بمعنی چار تکبیر و ثنا و صلوٰۃ و دعاء ہے۔ نہ صلوٰۃ متعارفہ بمعنی قرأت و رکوع و سجود و تشهد۔ بلکہ اکابر مشائخ نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ صلوٰۃ شفاعت احياء للمیت ہے۔ کنز الدقائق میں ہے۔ وَهِيَ اَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ بِثَنَاءٍ بَعْدَ الْاُولَى وَصَلْوَةٌ عَلَي النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَدَعَاءٍ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ وَتَسْلِيمِينَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ۔ یعنی نماز کی چار تکبیریں ہیں۔ ساتھ ثنا کے بعد تکبیر اولیٰ اور درود شریف کے بعد دوسرے کے اور دعاء کے بعد تیسرے کے اور دو سلام کے بعد چہارم کے اور در مختار میں ہے۔ رُكْنُهَا شَيْئَانِ التَّكْبِيرَاتُ الْاَرْبَعُ وَالْقِيَامُ وَسُنَّتُهَا ثَلَاثُ التَّحْمِيدِ وَالثَّنَاءُ وَالدَّعَاءُ فِيهَا لِعَيْنِ رُكْنِ اس نماز کے دو علیحدہ چیزیں ہیں: ایک چار تکبیر، دوئم قیام (الرکعت ہوتی قیام ضروری نہیں) اور سنت تین ہیں: ایک تحمید، دوم ثنا، سوم دعاء۔ شامی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ تحمید و ثنا تو ایک ہی چیز ہے۔ اس سے تغایر (فرق) مفہوم ہوتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ کہتا: الثَّنَاءُ وَالصَّلَاةُ عَلَي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدَّعَاءُ۔ اس مقام پر ایک اور

تنازع ہے محقق کمال الدین دُعا کو رکن صلوة کہتا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ علماء کہتے ہیں **إِنَّ حَقِيقَتَهَا وَالْمَقْصُودَ مِنْهَا الدُّعَاءُ** یعنی حقیقت اس کی اور مقصود از نماز جنازہ دُعا ہے صاحب در مختار اس کو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محیط میں ہے **الدُّعَاءُ سُنَّةٌ** یعنی دُعا سنت ہے۔ اور فقہانے لکھا ہے کہ اس نماز میں مسبوق (نماز میں بعد میں آ کر ملنے والا) تکبیروں کی قضا کرنے نہ دُعا کی اور چار تکبیر قائم مقام چار رکعت کے ہیں مگر شامی نے کمال الدین کی تائید کی ہے اور کہا کہ تمام نے تصریح کی ہے **صَلُوةُ الْجَنَازَةِ هِيَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ إِذْ هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْهَا** یعنی نماز جنازہ دُعا ہی ہے کیونکہ اس سے دُعا ہی مقصود ہے۔ اور مسبوق کے لئے دُعا کا پڑھنا اضطراراً باعث پڑھنی امام کے ساقط ہو گیا جیسا قرأت قرآن نماز وقتیہ میں ہے کہ رکن ہے۔ مگر بحالت امامت امام نے مقتدنی سے خود اٹھالی ہے۔ چار تکبیر جو مذہب اہل سنت و جماعت کا ہی مؤید ہے ساتھ حدیث ناسخ احادیث سابقہ کے یعنی اس نماز میں تکبیریں مختلف العدد وارد ہوئیں تین، ۳، چار، ۴، پانچ، ۵، چھ، ۶، سات، ۷، آٹھ، ۸ لیکن آخری نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ پر پڑھی ہے اس میں صرف چار تکبیریں تھیں اور اس کے بعد اسی عدد پر عمل رہا تو پانچ تکبیریں منسوخ ہوئیں۔ اور یہی مذہب جمہور اہل سنت و جماعت کا ہے اور اسی واسطے چار تکبیریں زبان سے کہنی

مستحب ہوئیں اور اختلاف حنفیہ اور شافعیہ کے لفظ ثنا کا کہنا مستحسن کر دیا شافعی کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ قرأت کا پڑھنا بعد تکبیر اولے کے واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وجوب کوئی نہیں اگر بہ نیت ثناء پڑھے تو جائز ہے ورنہ مکروہ در مختار میں ہے۔ وَعَيْنَ الشَّافِعِيِّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ فِي الْأُولَى وَعِنْدَنَا تَجُوزُ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ وَتَكْرَهُ بِنِيَّةِ الْقِرَاءَةِ لِعَدَمِ ثبوتِهَا فِيهَا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فاتحہ تکبیر اولی کے بعد معین کی ہے۔ اور ہمارے یہاں بہ نیت دعا جائز ہے اور بہ نیت قرأت مکروہ۔ کیونکہ قرأت فاتحہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی۔ اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ جہرا (اوپنی آواز سے) پڑھی تھی اور فرمایا کہ یہ بات میں نے عمداً کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ سنت ہے (یعنی طریقہ مسلوک فی الدین) اور ہمارے علمائے نے فرمایا کہ حضرت عمر و ابن عمرو علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہمارے موافق ہے امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہمارے موافق۔ اس مقام میں ملا علی قاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قائل استحباب قرأت فاتحہ کا بہ نیت دعا کے ہے تاکہ اختلاف احناف و شافعی کا دور ہو جاوے اور نماز اتفاقی (اتفاق کے ساتھ) ہو جاوے۔ مگر احناف مختلفین

نے کہا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا درست نہیں ہے۔ کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآۃ فاتحہ بدون نیت القرآن جائز نہیں اور ہمارے یہاں اس نیت سے تحریمہ ہے پس صرف قرأت فاتحہ سے اتفاق مذہبین کا غیر متصور ہے اور علاوہ باذن مخالف جمہور کے ہے کہ سب کے نزدیک قرآۃ فاتحہ بہ نیت قرأت مکروہ تحریمہ ہو۔ اس بحث سے یہی نتیجہ نکلا کہ لفظ ثنا کا کہنا نہایت مستحسن ہے تاکہ اگر سورہ فاتحہ ہی پڑھی جاوے تو خیال ثنا کا بھی رہے ایسا نہ ہو کہ حسب العادۃ نماز وقتیہ قرأت فاتحہ بطور قرأت کے ہو جاوے۔ جن علمائے یہ نیت عوام کی اپنی کتابوں میں درج کی ہے اور زبانی عوام کو تعلیم دی ہے۔ عالی درجہ کے محقق مدقق تھے جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اور عینی ہدایہ میں تفصیل لکھی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نیت عوام کی مستحسن ہے کیونکہ لفظ صلوات میں امتیاز از شیعہ وغیرہ نہیں ہو سکتا و ذکر فی البدائع الخ یعنی مذکور ہے کہ بعد تکبیر اولے کے **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ** پڑھی اور محیط میں ہے کہ یہی ثناء روایت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور نیز بدائع میں ہے کہ طحاوی نے ذکر کیا کہ **لَا اسْتَفْتَا حَ فِيهِ** یعنی ثناء اس میں نہیں لیکن نقل و عادت یہ ہے کہ سب نمازوں میں ثناء پڑھتے ہیں اور روضہ میں ثناء کی عبارت دوسری نقل کی ہے۔ **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي الْخَلَائِقَ وَيُمِيتُهَا وَهُوَ حَيٌّ قَيُّومٌ أَبَدِيٌّ لَا يَزُولُ أَبَدًا**

سُبْحَانَ رَبِّ الْأَرْبَابِ وَمُسَبَّبِ الْأَسْبَابِ وَمَالِكِ الرَّقَابِ الْغَنِيِّ
 عَنْ خَلْقِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط اور اگر فاتحہ بہ نیت دُعا پڑھے تو جائز ہے
 اور ہمارے یہاں نماز جنازہ میں قرآن نہیں اور حضرت عمرو علی و ابن
 عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم از صحابہ کرام و عطا و طاؤس و سعید بن المسیب و ابن
 سیرین و ابن جبیر و شعبی و حکم از تابعین و مجاہد و حماد و ثوری و امام مالک قرأت
 فاتحہ کے نماز جنازہ میں قائل نہیں۔ اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و
 احمد رحمۃ اللہ علیہ و اسحاق و ابن واہویہ فاتحہ فی الاولیٰ پڑھتے تھے۔ اور امام
 حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فاتحہ تین بار پڑھی اور حسن بصری رحمۃ
 اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر تکبیر میں اور یہی قول شہر بن حوشب کا ہے اور شمس
 الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مشائخ مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ الحمد
 پڑھے جیسا کہ ظاہر روایت میں ہے اور بعضوں نے کہا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
 پڑھیں جیسا کہ باقی نمازوں میں ہے۔ یہی روایت حسن کی امام ابو حنیفہ رحمۃ
 اللہ علیہ سے ہے۔ اور دعائے استفتاح میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ
 قول میں ایک یہ کہ قرأت فاتحہ مسنون ہے دوم یہ کہ واجب ہے یہی قول امام
 احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دلیل ان کی یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے: إِنَّهُ عَمَّ كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَقَرَأَ ابْنُ الْعَبَّاسِ الْفَاتِحَةَ
 وَجَهَرَ ثُمَّ قَالَ عَمْدًا فَعَلْتُ لِيَعْلَمَ أَنَّ سُنَّتَهُ لِعِنِّي حَضَرَ تِ سُوْرُ الْفَاتِحَةِ

پڑھتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے با آواز بلند پڑھی اور فرمایا کہ میں نے دانستہ پڑھی ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہی سنت ہے۔ ہمارے علما فرماتے ہیں یہی قرأت بطریق ثنا ہے نہ کہ بطور قرأت ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی اسناد قوی نہیں ہے۔

انتہا خلاصہ یہ کہ ثناء کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور ایسی خلافیات میں مصلیٰ (نمازی) کو ضرور لفظ ثناء کا کہنا چاہئے تاکہ نماز اس کی موافق اپنے مذہب کے ہو۔ اور باقی مذہب والوں سے امتیاز ہو۔ اور نیت عوام کی مجموعہ خانی صفحہ ۴۷ میں بھی لکھی ہے: نَوَيْتُ أَنْ أُؤَدِيَ لِلَّهِ تَعَالَى أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ الثَّنَاءَ لِلَّهِ تَعَالَى وَالِدُعَاءَ لِهَذَا الْمَيِّتِ مُتَوَجِّهًا إِلَى جِهَةِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيفَةِ اور دیگر کتب مختصر میں بھی ہے ان کتب فارسی وغیرہ میں بوائے تسہیل تفہیم عوام تراجم عبارت مجملہ کے لکھ دیتے ہیں تاکہ مطلب بخوبی ادا ہو جاوے۔

مسبوق نماز جنازہ کا مسئلہ

جب کوئی نماز جنازہ کے ہوتے ہی آن کر شامل جماعت ہو اور امام کوئی تکبیر کہہ چکا ہو تو دیکھے کہ اگر تکبیر اولے کہہ چکا ہے تو عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوے اور عند امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ علیہما انتظار تکبیر ثانی کا کرے اور امام کے ساتھ تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے

اور پہلی تکبیر کو بعد از فراغ امام قضا کرے پس اگر خوف اٹھالے جانے جنازہ کا ہے تو بلا ثنا تکبیر کہہ کر سلام کہے۔ اور اگر خوف اٹھانے کا نہیں ہے تو ثنا پڑھ کر سلام کہے اور اگر درمیان میں آکر شامل ہو تو باتفاق منتظر تکبیر کا رہے۔ اور تکبیرات فانیۃ (فوت شدہ) بعد از فراغ امام قضا کرے۔ اور اگر بعد از تکبیرات اربع قبل از سلام آوے۔ تو عند امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً شامل ہو جاوے اور تکبیرات فانیۃ قضا کرے اس پر فتویٰ ہے اور عند الطر فین یعنی امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ علیہما شامل نہ ہووے۔

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے

کوئی اسے مکروہ تحریمہ کہتا ہے اور کوئی اسے مکروہ تنزیہیہ۔ پس اگر جنازہ داخل مسجد ہو تو باتفاق مکروہ ہے۔ اور اگر خارج از مسجد ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ مگر مختار یہی ہے کہ مکروہ ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا صَلَوةَ لَهُ یعنی جو کوئی مسجد میں نماز جنازہ کی پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور روایت آمد و ابوداؤد میں ہے: فَلَا شَيْءَ لَهُ اور ابن ماجہ میں ہے: فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ اور ایک روایت میں ہے: فَلَا أَجْرَ لَهُ ابن عبدالبر نے فَلَا شَيْءَ لَهُ کو صحیح لکھا ہے کلمہ فَلَا صَلَوةَ لَهُ کا برائے نئی کمال آتا ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلَوةَ

لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ أَوْ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ
الکتاب میں نفی کمال ہے۔ ہاں اگر عذر بارش یا اعتکاف یا نجاست مکان
بیرونی کا ہو تو نماز جنازہ مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز
جنازہ مسجد میں پڑھی تھی وہ باعث عذر اعتکاف کے تھی شیخ اکبر محی الدین ابن
عربی قدس سرہ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ اولاً میری رائے جواز صلوة
الجنازہ فی المسجد کے تھی مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رویا میں دیکھا تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کو مسجد میں منع فرما رہے ہیں پس میں اپنی رائے
سے باز آ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے: مَنْ رَأَى فَقْدَرًا أُنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكُونُنِي يَعْنِي جَسَدِي فِي مَجْهَدِي
دیکھا سوچ دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور مَنْ رَأَى فَقْدَرًا
رَأَى الْحَقَّ بھی وارد ہے فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَلُ بِي۔

قبر پر قبہ (گنبد) بنانا

در مختار میں ہے وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ يَعْنِي كَمَا كُنِيَ قَبْرُ بَنِي بَنِي مَكْرُوهُ
نہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر پر بنا کر مکر وہ ہے کیونکہ
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِيسِ الْقُبُورِ وَأَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهَا وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور پر چونہ لگانے اور ان پر لکھنے اور بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شامی میں ہے کتاب امداد میں ہے: **عَنِ الْكِبْرِيِّ وَالْيَوْمِ اعْتَادُ وَالتَّسِيمُ بِاللَّبَنِ صِيَانَةٌ لِلْقَبْرِ عَنِ النَّيْشِ وَرَأْوُهُ حَسَنًا وَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنًا** یعنی اب قبور کو اینٹوں کے ساتھ (پکا) کرنا اچھا ہے محافظت از نیش (کھودنے) سے عادت ہوگئی ہے اور اس کو اچھا جانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز مسلمان پسند کریں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور ابو داؤد نے باسناد جمید بیان کیا ہے کہ **إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ حَجْرًا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَقَالَ أَلْعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ فَاتَ مِنْ أَهْلِي** یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا اس سے نشان میرے بھائی کی قبر کا ظاہر ہوا اور اس کے پاس اپنے اہل میں سے جو مرے گا دفن کروں گا۔ شامی نے لکھا ہے کہ یہی وارد اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ، محمول بر عدم حاجت یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبھی میں و کتابت و بنا سے منع اس واسطے فرمایا کہ اس کی حاجت کچھ نہیں اب بعد انقراض زمانہ شوکت اسلام کے جو بزرگ سیف و شان تھا شوکت اسلام کی حاجت بوجہ اعزاز مشاہد و معاد در پیش ہوئے تو سلف و خلف نے اس بنا پر

مستحسن جانا جیسا کہ شامی نے بحوالہ جنایز السراجیہ لکھا ہے: لَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ إِنْ أُحْتِجَّ إِلَيْهَا حَتَّى لَا يَذْهَبَ الْآثَرُ وَلَا يَمْتَهِنُ يَعْنِي قُبُورٍ بِرُكْحِنِهَا مَكْرُوهٍ نَهَيْتُمْ إِنْ كَرِهْتُمْ إِيَّاهُ اس کی ہوتا کہ نشان نہ جاتا رہے اور قبر ذلیل نہ ہو۔ پس روایت کراہت کی ان روایات سے مرجوع ہوئی اور روایت در مختار کی راجح و مختار ہوئی قطع نظر از تقریرات صدر جب روضہ مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قبے صحابہ کرام اور تابعین اور اولیا عظام کے دیکھے جاتے ہیں تو عظمت اسلام کی ہر موافق و مخالف کے دل میں بیٹھتی ہے اور سب نے اسی کو مستحسن جانا ہے سو عند اللہ بھی مستحسن ہے۔

میت غائب کے لئے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

اگر غائب کے لئے نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے لَا يَمُوتُنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا أَذُنْتُ نِسِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ رَحْمَةٌ لَهُ الْحَدِيثُ یعنی تم میں سے کوئی نہ مرے مگر مجھ کو اس کی اطلاع دو کہ میری نماز اس پر رحمت ہے۔ اور بہت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوئے کہ بڑے بڑے معزز قاری تھے اور کسی نے کسی پر غائبانہ نماز نہیں پڑھی۔ باوجود یہ کہ ان کی نماز کی تمنا از بس رکھتے تھے۔ اور نجاشی پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نماز پڑھی تھی سو وہ خصوصیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا جبریل نے سریر (جسم) نجاشی کا سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کر دیا تھا یا حجاب مابین کا اٹھایا گیا تھا یا

زمین طے کی گئی تھی جیسا کہ اولیاء اللہ کے سامنے زمین مشرق سے مغرب تک ایک قدم ہوتی ہے۔ اگر غائب پر نماز جائز ہوتی تو باقی صحابہ کرام کا معمول ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام ایسا ہی عمل کرتے۔ ایک عورت جو بلا اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفون ہوئی تھی تو اس کی قبر پر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اگر غائب نماز جنازہ جائز ہوتی تو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

زیارت قبور مرد و زن کیلئے جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: يَا كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ إِلَّا فَزُورُوهَا۔ یعنی میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا، سنو! قبور کی

زیارت کیا کرو۔ افضل ایام برائے زیارت جمعہ و شنبہ دو دشنہ و پنجشنبہ ہیں

محمد بن واسع نے کہا کہ موتی جمعہ اور جمعرات و شنبہ کے روز اپنے زائرین سے پہچانے جاتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء

أحد کی قبور پر ہر سال کے آخر پر تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم

بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَ الدارِ شَامِي کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ زیارۃ

قبور کی مستحب ہے اگرچہ دور ہوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء

اللہ قرب و متزلزلت عند اللہ میں اور زائرین کو نفع رسائی معارف و انداز میں

متفاوت ہیں سو ان کی زیارۃ کے واسطے جانا جائز اور مناسب ہے اور حدیث

لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثٍ مَسَاجِدَ کہ خاص مساجد کے ساتھ ہے

اس میں تذکرہ مزارات اولیاء اللہ کا کوئی نہیں تاکہ اس سے ممانعت کا مفہوم ہو جیسا کہ کسی نے سمجھا ہے۔ اور ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ منکرات و مفاسد کے سبب زیارات کو نہ ترک کرے لَآَنَّ الْقَرَبَاتِ لَا تُتْرَكُ لِمِثْلِ ذَلِكَ یعنی عبادات کو اس بات سے متروک نہیں کیا جاتا اور حج کا اثر وہاں تو اظہر من الشمس ہے کہ وہاں اختلاط رجال و نساء کا ہوتا ہے اور وہاں جانا عبادت ہے۔

اعراس اولیاء اللہ

شامی بزاز یہ سے ناقل ہے: وَفِيهَا مِنْ كِتَابٍ إِلَى سِتِّ حَسَانٍ أَنْ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا يَعْنِي أَوْ طَعَامِ فَقَرَاءِ كِي خَاطِرِ پکاویں تو مستحسن اور مستحب ہے اور معراج میں طول طویل بیان کیا ہے اور دلائل علما سے واضح ہوتا ہے کہ اہل میت جو ضیافت عوام کی کرتے ہیں مکروہ ہے کہ ایسی ضیافت سرور کے واسطے ہیں نہ کہ شرور کے واسطے تو کراہت اس ضیافت کی ہے جو دنیا داروں کے لئے رچا و سمعہ کے واسطے ہوتی ہے اور فقرا کو ہٹا دیا جاتا ہے بیشک اس کی کراہت میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض اس مقام میں اعراس اہل اللہ سے ہے جو مختص بفقرا ہیں اور ایصالِ ثواب صدقات مالی اور بدنی جائز ہے۔ فِى الْبَحْرِ مَنْ صَامَ أَوْ صَلَّى أَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ جَازًا وَيَصِلُ

۱۱۲۱۵۹

ثَوَابُهَا إِلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ یعنی جو کوئی روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ دیوے اور ثواب اس کا دوسرے کے نام کر دیوے میت ہو یا زندہ تو جائز ہے اور ثواب اس کا پہنچتا ہے۔ پس صدقات و تبرکات از قسم طعام و شیرینی وغیرہ کا ثواب جو حاضر و موجود ہوں ہدیہ اموات کا کرنا جائز ہوا تو اب اعراس اولیاء اللہ میں کیا وجہ ممانعت کی ہے۔ وجہ تسمیہ عرس یہی ہے کہ اولیاء اللہ کی موت عوام کی طرح نہیں ہوتی ہے جس سے ان کو مصیبت ہو بلکہ ان کو تو نہایت سرور ہوتا ہے الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوَصِّلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرض الموت میں الرفیق الاعلیٰ ہی فرماتے رہے اور خوشی سے تشریف لے گئے اور قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شاہد ہے کہ عند الوفات ان کی زوجہ کہتی تھی واہ حزناہ وہ فرماتے تھے واطر باہ یعنی کتنی خوشی ہے۔ اور لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے مصداق ہیں پس اسی تاریخ پر عادیہ اس سرور کا ان کو ہوتا ہے تو اس صدقہ وغیرہ کا نام طعام عرس رکھا گیا نہ خرس جو طعام ولادت کا ہوتا ہے جیسا کہ نووی نے نقل کیا ہے

فقط۔

قبر پوش قبور اولیاء اللہ

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرقد مبارک کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا جو صحابی زیارت کو جاتے تھے ان سے اجازت لیتے

اور وہ غلاف مرقد مقدس کا اٹھا کر زیارت کا اذن فرماتے تھے۔ اور پھول چڑھانے بھی جائز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ درخت کی لے کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا کہ جب تک یہ تازہ رہیں گی اور تسبیح کہتی رہیں گی اہل قبور کو تخفیف عذاب کی ہوگی اور روشنی برائے رفع ظلمت و سہولت آمد و رفت زائرین جائز ہے کہ جس چیز میں کسی مسلمان کا نفع ہو اور وہ چیز محرمات و مکروہات سے نہ ہو تو وہ چیز مستحب ہے اور علاوہ براں عزت اسلام کی ہے کہ زائرین کی نگاہ میں جس طرح قبہ سے شوکت اسلام کی ہوتی ہے ویسے ہی روشنی سے بھی عزت اہل مرقد کی دل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ سند اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مقدس واقع ہوئے اور وہاں شب کو روشنی بھی ہوتی ہے۔ اور بعدہ کل اہل اسلام چہ علماء و چہ اولیاء و سلاطین سب متفق ہوئے کہ صد ہا قنادیل قیمتی کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر لگائی گئی یہ نہایت درجہ کی فضیلت رکھتی ہے۔ الغرض معاملات اہل مدینہ کے جو بحضور مقدس نبوی کرتے چلے آئے ہیں سند قوی ہے فقط ۱۲

(نوٹ) چنانچہ اس زمانے میں تین روپیہ ماہوار کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر ہوتی ہے۔ ۱۲

اسقاط میت

اسقاط میت جو قبل از صلوة جنازہ رائج ہے۔ اس میں بھی کچھ قباحت شرعی نہیں صدقات و تبرکات میں تو اہل سنت و جماعت کو اتفاق ہے لیکن اس اسقاط میں جو قضائے حقوق اللہ میں حیلہ ہے بوجہ شرعی ہے یعنی عوض صلوة و صوم فرائض و واجبات کے قرآن مجید اور کچھ نقد و جنس جنکا ثواب تو بجا ہے اور خور و ہا نفس جنس کی قیمت بہ معاوضہ ہر ایک نماز و صوم کے لئے تخمینہ کر کے چند سال کے واسطے ایک دفعہ ایک مفلس کو دیے جاویں اور پھر وہ مفلس اسی قدر مدت کی نماز روز و شب کے عوض دوسرے کا ملک کر دیویں حتیٰ کہ حساب تخمینہ کر دہ پورا ہو جائے اس میں امید ہے کہ یہی حیلہ منظور ہو جاوے نہ دینے سے بہر کیف دینا زیادہ مستحسن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامِ مَسْكِينٍ یعنی جن کو طاقت روزے کی نہ ہو طعام ایک مسکین کا فدیہ دیویں بیشک میت بروقت وفات عاجز ہو۔ اور طاقت صوم و صلوة کی نہیں رکھتا اور حیلہ شریعت میں مذموم بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا کہ تو نے اپنی زوجہ کو مارنے کی قسم کھائی تھی کہ سو (۱۰۰) لکڑی ماروں گا، اس لیے ایک سوتیلے کا جھاڑو لے کر اس کو مارو کہ تم اپنی قسم پوری کر لو۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خُذْ ضَغَثًا فَا

اضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ لے کر ایک جھاڑو پس مارو ساتھ اس کے اور گنہگار نہ ہو۔ اس حیلہ اسقاط میں کوئی امر غیر مشروع بھی نہیں اور نہ قطعاً حکم ہے کہ سب عبادات اس کے ذمہ سے ادا ہو گئیں۔ صرف اُمید ہے اسی اُمید پر تلقین میت کے بعد از دفن مستحب ہے کہ بعد از دفن میت کو پکار کر کہا جاوے کہ یا فلاں بن فلاں اذْکُرْ رَبَّكَ وَقُلْ رَبِّيَ اللهُ وَنَبِيَّ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللهِ وَامَّا مِي الْقُرْآنُ وَدِيْنِي الْاِسْلَامُ اے فلاں فلاں کے بیٹے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے نبی میرا محمد اور امام میرا قرآن شریف ہے اور دین میرا اسلام۔

(نوٹ) چنانچہ صورت اسقاط کی اور جواز اس کا شامی اور مراقی الفلاح میں ہے۔ ۱۲

تلقین میت

تلقین مختصر (مرنے والا) کی بالا جماع مستحب ہے اور وجوب میں اختلاف ہے بہر کیف دوستوں، برادروں و رشتہ داروں کو لازم ہے کہ مختصر (مرنے والا) کے پاس تلقین کلمہ طیب کی کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَقِنُوْا اَمْوَاتِكُمْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ فَانَّهُ لَيْسَ مُسْلِمٌ يَقُوْلُهَا عِنْدَ الْمَوْتِ اِلَّا اَنْجَتْهُ مِنَ النَّارِ اور مَنْ كَانَ اٰخِرَ كَلَامِهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ

الْجَنَّةَ یعنی جس کے آخر کلام طیب ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا مراد دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا گو بعد طول عذاب کے ہو۔ اور تلقین میت بعد از دفن مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے معتزلہ اس تلقین کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ احیاء بعد الموت عند المعتزلہ مستحیل (ناممکن) ہے۔ اور اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور لَقِنُوا أَمْوَاتِكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یعنی تم اپنی میتوں کو تلقین کلمہ طیب کی کرو۔ محمول بر حقیقت ہے یعنی مراد از موتے حقیقی موتے ہیں اور مختصر (مرنے والے) کو میت مجاز کہا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں زندہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ بہت احادیث میں وارد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از دفن امر تلقین کا فرمایا کہ کہیں: يَا فُلَانُ بْنِ فُلَانٍ اذْكُرْ دِينَكَ الَّذِي كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَأَنَّ لُبْعَتَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ وَإِنَّكَ رَضِيْتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَانًا یعنی اے فلاں بن فلاں! اپنا دین یاد کر کہ جس پر تو تھا لا الہ الا اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور زندہ کرنا بعد مرنے کے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ

شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اٹھا دے گا۔ اور تحقیق تو راضی ہو اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے اور قرآن شریف کے امام ہونے سے اور کعبہ کے قبلہ ہونے سے اور مومنوں کے بھائی ہونے سے۔

قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا

واضح ہو کہ جن سے سوال نہیں ہوتا ان کی تلقین کرنی ضروری نہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ کل بنی آدم سے سوال ہوتا ہے حتیٰ کہ لڑکوں سے اور لڑکوں کو ایک فرشتہ تلقین کرتا ہے اور اس کو الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ اطفال کو الہام ربانی ہوا تھا جنہوں نے کلام کی تھی۔ ان کی تفصیل بڑی ہے مجملاً وہ اٹھارہ لڑکے ہیں۔ مگر حافظ ابن عبدالبر نے بیان کیا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال مومن یا منافق سے ہی ہوتا ہے۔ جو منسوب بطرف قبلہ ہو بادائے ظاہر کلمہ شہادت اور کافر منکر سے نہیں ہوتا اور ابن حجر کا قول ہے کہ مکلف سے ہی ہوتا ہے اور کہا انبیاء اور صدیقین و شہداء و مرابطین فی سبیل اللہ یعنی اللہ کیلئے جہاد پر مستعد اور گھوڑا راہ خدا میں باندھنے والا اور مظعون یعنی وبا میں مرنے والا اور میت فی زمن الطاعون بغیر الطاعون یعنی ایام وبا میں بغیر مرض وبا کے مرنے والا جب صابر طالب ثواب مرے اور اطفال مومنین کے اور یوم الجمعہ یا جمعرات میں مرنے والا

اور ہر رات بلا ناغہ سورۃ الملک (تَبْرَكَ الَّذِي) کا قاری اور مرض الموت میں سورہ اخلاص کا قاری ^۱ (ان سب سے سوال نہیں ہوتا فقط)

اطفال (بچے) مشرکین کا کیا حال ہے

ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کوئی ان کو ناری کہتا ہے اور کوئی جنتی اور امام ابو حنیفہ وغیرہ اس میں توقف فرماتے ہیں اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ علیہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بدون گناہ کے عذاب نہیں دیتا۔ اور ابوالبرکات نسفی نے روایت توقف کو ضعیف لکھا ہے اور کہا کہ صحیح روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ اطفال مشرکین مشیت الہی میں ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **اللہ آَعَلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ** یعنی خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ اور امام محمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ **كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلٰی الْفِطْرَةِ** جو بھی لڑکا ہے وہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور مزید اقوال ضعیفہ بھی ہیں جن کے ذکر سے بات لمبی ہوتی ہے۔ اور مرتے وقت معاذ اللہ جس سے کلمات کفر سرزد ہو جاویں اس کے حق میں مغفرت طلب کی جائے اور تجہیز و تکفین وغیرہ اہل اسلام جیسی کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ کلمات مدہوشی اور زوال عقل کے وقت سرزد ہوئے ہیں اور الم موت بہت بڑا ہے اور فتنہ شیطان کا بھی اس کی عقل بگاڑ دیتا ہے۔ اور دو وقت امداد میت کے لئے بڑے اہم ہیں۔ ایک وقت موت کا کہ شیطان

اپنے ذریعات لے کر میت کے بزرگوں اور دوستوں کی صورت بن کر اس کے پاس آتا ہے اور اسے فتنہ میں ڈالتا ہے۔ دووم بعد از دفن فرشتے صورت مہیب میں آکر اس کا امتحان لیتے ہیں پس دونوں وقت میں اس کی تلقین ضروری ہے جس کو حضور ﷺ نے فِتْنَةُ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ فرمایا اور اس سے پناہ مانگی ہے۔ یعنی تعلیم اُمت کو فرمائی ہے کہ اپنی دُعا میں لوگ ان دونوں وقتوں کے فتنہ سے پناہ مانگیں۔

توبة الياس مقبولة

بعض کا قول ہے کہ توبہ یاس کی مقبول ہے نہ ایمان باس اور بعض کا قول ہے کہ توبہ بھی نامقبول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ فِي فِاسِقٍ وَكَافِرٍ بَرَّ فَرَمَائِي هِي کہ قبل از موت توبہ مقبول ہو اور موت کے وقت توبہ نامقبول۔ محققین نے وجہ یہی نکالی ہے کہ قرب موت مانع از قبول توبہ نہیں بلکہ مشاہدۃ الالہ وال و تکالیف جو اس وقت ہوتے ہیں تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ اب موت آئی اور توبہ میں بیقرار و مضطر ہو جاتا ہے توبہ مقبول وہی ہوتی ہے جو بالا اختیار ہو اور اس وقت اختیار مسلوب ہے اور تصمیم عزم کہ آئندہ نہ کروں گا رکن توبہ کا ہے وہ اس جگہ مفقود ہے۔ مگر بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ توبہ باس کی مقبول ہے۔ کیونکہ کافر اجنبی ہے عارف باللہ نہیں ہے اب وہ ایمان لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا عرفان پیدا کرتا ہے۔ اور

فاسق عارف باللہ تھا اور توبہ سے مراد بقاء علی الایمان والعرفان ہے یہی آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ** یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور یہی توبہ مطلق ہے یہی مذہب ماتریدیہ کا ہے۔ اور پہلا مذہب عام اشاعرہ و معتزلہ و سنیہ مالکیہ و شافعیہ و حنفیہ کا حدیث ابوداؤد کی ہے: **قُلْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يَغْيِرْ غَزْبًا بِاطْلَاقٍ مَانِعٍ قَبُولِهَا** توبہ مطلق کی ہے خواہ فاسق ہو یا کافر، خلاصہ کلام یہی ہے کہ بالاتفاق ایمان باس تو نا مقبول ہے اور توبہ معاصی کے متعلق اختلاف ہے مگر امید یہی ہے کہ توبہ معاصی باعث عزت ایمان کی مقبول ہے۔ ۱۲

اُولی بالامامة نماز جنازہ میں کون ہے

اُولی سلطان ہے۔ بعدہ نائب۔ اس کے بعدہ قاضی بعدہ امام الحکی بشرط افضلیت از ولی میت۔ اگر ولی افضل ہے تو امام الحکی سے مقدم ہے۔ اب اس زمانہ میں سلطان و نائب اور قاضی وغیرہ مفقود ہیں۔ لہذا امام الحکی اور ولی میں سے تفضیل جس کو ہو وہی مقدم ہے۔ اور امام الجمعہ کو امام الحکی پر بعض اصحاب نے مقدم لکھا ہے۔ یہ تقدیم وہاں ہوگی۔ جہاں جمعہ باذن سلطان یا نائب قائم کیا جاتا ہے۔ اور امام الجمعہ سلطان کی طرف سے مقرر ہے۔ اس ملک میں وہ بھی مفقود ہے ان میں سے اگر اُولی بالامامة دوسرے

کو اذن امام کا دیوے تو وہی امام بنایا جاوے گا۔ اگر غیر مقدم بلا اذن مقدم کے نماز پڑھاوے تو ولی یعنی جس کو حق تقدیم ہے اعادہ نماز کا کرے گا۔ اس سلسلے میں علما کا آپس میں نزاع ہے۔ کہ اعادہ حق ولی میت ہی کا ہے یا عام ہر اولیٰ بالامامت کا۔ لیکن یہ نزاع اس ملک میں فضول ہے۔ کیونکہ اس ملک میں نہ سلطان ہے نہ نائب وقاضی صرف نزاع امام الحی و ولی کی ہے۔ سو ولی بہر کیف مقدم ہے۔ کیونکہ تقدیم ولی کی واجب ہے اور تقدیم امام الحی مستحب، اعادہ صلوٰۃ ترک واجب ہے ہی ہوتی ہے، نہ کہ ترک مستحب سے۔ واللہ اعلم۔ هذا ملتقطہ من رد المختار المشہور بالشام۔

الاماشاء اللہ تعالیٰ واللہ یقول الحق ویہدی سواء السبیل۔

مؤلفہ لعبد العباد و والی المودر المقتدر الی اللہ الغفر غلام قادر عنہ

فاتحہ خوانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فِیْ

یہی مسئلہ اہل سنت و جماعت کا کثیر الوقوع تھا۔ اور عوام الناس دیہات و

قریات میں مخالفین کو کتابیں احادیث کی نہ دکھا سکتے تھے۔ اور اکثر لوگ ظاہر

اقوال معتزلہ سے لاجواب ہو کر محتاج کتاب و تحریر فتوائے کے ہوتے۔

لہذا اس احقر العباد نے حسبہ للہ ورسولہ و امر ضاۃ لا رواح

المؤمنین و الاولیاء اللہ یہ مسئلہ بحوالہ کتب لکھا خدائے کریم قبول

فرماوے۔

سوال۔ صدقات مالی جیسے طعام و شیرینی پھل و پھول اور عبادت بدنی

جیسے کلمہ، درود، اذکار، نماز، روزہ اور ختم قرآن شریف ان کا ثواب موتے

(فوت ہونے والے) کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ صدقات مالی کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے منکر

ہیں اور عبادات بدنی کا ثواب بھی پہنچتا ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ اس کے منکر

ہیں۔ حنفیہ کرام کے نزدیک جمیع صدقات و عبادات کا ثواب موتے کو پہنچتا

ہے دار قطنی میں ہے کہ ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لِي ابْوَانِ هُمَا حَالِ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ لِي بِبِرِّ
 هِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
 مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ أَنْ تُصَلِّيَ لَهَا مَعَ صَلَوَتِكَ وَأَنْ تَصُومَ لَهُمَا
 مَعَ صِيَامِكَ۔ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف
 میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں
 سلوک کیا کرتا تھا اب بعد وفات کے کس طرح کروں فرمایا سلوک بعد
 وفات کے یہی ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھا کرو اور
 اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھا کرو اور نیز دار قطنی میں
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 أَحَدَ عَشْرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنْهَا أَجْرٌ لِعَدَدِ
 الْأَمْوَاتِ یعنی جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرے اور قل شریف گیارہ
 دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب موتے کو بخشے گا اسی قدر اس کو ثواب اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے دیا جاوے گا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
 شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اَنَا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا
 وَنَحْجُ عَنْهُمْ وَنَدْعُو لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذَلِكَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ إِنَّهُ
 يَصِلُ إِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُونَ بِهِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ

إِلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو حَفْصٍ الْبَكْرِيُّ لِعَنَى هَمْ أَيْنَ مَوْتِى كِى طَرْفِ سَ صَدَقَ دَنِيَتِ هِى
 اور ان كى طرف سَ حج كرتے هِى اور ان كے لئى دُعَا مَنگتے هِى كى اى هِى ان كو
 پهنچتا هِى آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ فرماىا كه هَاں هِى پهنچتا هِى اور وه اس سَ ايسے هِى خوش
 هوتے هِى جيسا كه كسى كے پاس ايك طشت تحفہ و تحائف كا پيش كىا جاوے تو
 وه خوش هوتا هِى۔ اور ابو داؤد ميں معقل ابن يسار سَ مروى هِى: قَالَ
 رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ وُ عَلٰى مَوْتَاكُمْ سُورَةَ يٰسَ
 لِعَنَى تَمَّ اَيْنَ مَوْتِى (مرنے والے) پر سورہ يس پڑھا كرو اور اجماع مسلمين
 حرمين شريفين ميں سَ چلا آتا هِى كه سب اهل اسلام صالحين جمع هو كر قرآن
 شريف پڑھتے هِى اور ثواب اس كا موتے كو بخش ديتے هِى اور معتزلہ كى
 دليل يه هِى: وَ اَنَّ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى اَلَا يَهٰى اَدْمٰى كَ
 واسطے وهى هِى جو كچھ اس نَ خود كوشش كى۔ معتزلہ كا قول هِى كه اس آيت
 سَ معلوم هوا كه بجز اپنى كوشش كے دوسرے كى كوشش كچھ مفيد نهى حنفىہ اكرام
 ان كى اس دليل كے آٹھ جواب ديتے هِى۔

اول عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ بالا اس آیت کے ساتھ
 منسوخ ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ
 ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ لِعَنَى جو لوگ ايمان لائے
 هِى اور ان كى اولاد ايمان ميں ان كے تابع هوئى تو هم ان كو اسكے ساتھ ملا

دیں گے اور اس کے عملوں سے کچھ نقصان نہ کریں گے۔

دوم یہ کہ آیت اول کا مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ساتھ مختص ہے یعنی صحف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام میں یہی ہے کہ **أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ**۔ **وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ** ترجمہ کوئی نفس دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہیں اور آدمی کے واسطے بجز اپنی سعی کوشش کے کچھ نہیں۔ یعنی اُمم ماضیہ کے واسطے یہی حکم تھا کہ ہر ایک شخص اپنے اعمال کا پابند و مقید ہے۔ اور اس امت مرحومہ کے واسطے اپنے اپنے اعمال بھی ہیں اور دوسروں کے اعمال کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔

سوم ربیع بن انس نے کہا کہ آیت اول میں مراد انسان کافر کے لئے دوسرے کا عمل کچھ مفید نہیں ہوتا بخلاف مومن کے کہ دوسروں کے اعمال کا ثواب بطریق افضل اس کو پہنچتا ہے۔

پنجم ابو بکر وارق نے فرمایا کہ ماسعی کے معنی مانوائے کے ہیں۔ یعنی مومن کو اپنی نیت کے مطابق جزا ملتی ہے حدیث شریف میں وارد ہے: **إِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ** یعنی آدمی کے واسطے وہی ہے جو کچھ اس نے نیت کی ہے۔

ششم ابواسحاق ثعلبی نے کہا ہے کہ **لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ** کے یہی معانی ہیں کہ کافر کو دُنیا میں اس کے اعمال کی جزا مل جاتی ہے اور عقبیٰ میں

اس کے لئے کچھ نہیں رہتا۔

ہفتم یہ کہ لام للانسان میں بمعانی علی ہے جیسا کہ وان اساتم فلها الایة

میں ہے یعنی آدمی پر دوسرے کے گناہ کا عذاب نہیں ہوتا۔

ہشتم یہ کہ ”وَ اِنَّ لِّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی“ کے معنی ہیں کہ اسباب

اعمال کے بہت ہیں گا ہے انسان خود عمل کرتا ہے۔ اور گا ہے سبب اعمال کے

سعی کرتا ہے یعنی بیٹا اور دوست بناتا ہے کہ اس سبب سے وہ لوگ اس کے

لئے عمل کرتے ہیں اور گا ہے خدمت والدین، اولاد اور بندگان خدا کی کرتا

ہے کہ اس سبب سے وہ مستحق ثواب ان کے اعمال کا ہوتا ہے یہی سبب کچھ

ابن جوزی نے بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کبش (نزمینڈھے) قربانی فرماتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسرا مومنین

امت کی طرف سے۔ اس حدیث کو جماعت صحابہ کرام نے روایت کیا

ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ثواب صدقات کا دوسرے مومنین کو بخشنا خواہ

وہ مردہ ہو خواہ زندہ مسنون ہے اور سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ قال یا

رَسُولُ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّانَتْ فَاَتَى الصَّدَقَاتِ اَفْضَلَ فَقَالَ الْمَاءُ

فَحَفَرَ بِي فَقَالَ هَذَا لِاُمِّ سَعْدٍ۔ رواہ ابو داؤد یعنی اس نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوئی ہے اب کون سا صدقہ

اس کے لئے افضل ہے آپ نے فرمایا کہ پانی۔ پس میں نے کنواں کھدوا کر کہا یہ کنواں اُم سعد کے لئے ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھ کر اگر کہا جاوے کہ یہ فلا نے موتے (فوت ہونے والے) کے واسطے ہے تو جائز ہے اور اس میں اتباع صحابہ کرام کا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے: الدَّعَاءُ يُرَدُّ الْبَلَاءَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ یعنی دُعائے کورد کرتی ہے اور صدقہ خدا کے غضب کو فرو کرتا ہے اور نیز وارو ہے کہ عالم و شاگرد اگر کسی گاؤں کے پاس سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان کا عذاب چالیس دن تک معاف فرمادیتا ہے۔

سوال۔ دُعائے ہاتھ اٹھانے کیسے ہیں؟

جواب۔ مسنون ہے جیسا کہ مالک بن یسار سے مروی ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِيَطُونِ الْكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ بِيَطُونِ الْكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا فَرَّغْتُمْ قَامُوا بِهَا وَجُوهَكُمْ ابوداؤد رواہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ سوال کیا کرو۔ اور ہاتھوں کی پیٹھ سے سوال مت کیا کرو پس جب تم دُعائے فارغ ہو تو ہاتھ اپنے چہرے پر ملا کرو۔ اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت سے مت سوال کرو پس جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ منہ پر ملا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو بغیر چہرہ پر ملنے کے نیچے نہ کرتے تھے۔ عن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یخفہما حتی یمسح بہما وجہ ترمذی اور سلمان سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا رب حیا دار اور کریم ہے وہ اپنے بندہ سے بہت حیا فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دے تو ان کو خالی رو کرے و عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حی کریم یردہ اذا رفع یدیه ان یردہما صفرًا ترمذی و ابوداؤد سے روایت ہے البیهقی فی الدعوات الکبیر اور نیز انس بن مالک اور سہیل بن عبد اللہ اور سائب بن یزید عن زید اور عکرمہ عن ابن عباس سے روایات ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بعد فراغ کے چہرہ پر ملتے تھے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دعا میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی سینے سے بلند کرتے اور کبھی سینہ کے برابر رکھتے تھے۔ (کہ ہر دعا میں ہاتھ سینے سے بلند کرنے نئی بات ہے) جیسا کہ دعائے استسقاء میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بہت بلند کرتے تھے اور ہاتھوں کی پشت اوپر کو کرتے تھے اور باقی دُعاؤں میں ہاتھ سینے کے برابر اور ہتھیلیوں کو اوپر رکھتے تھے۔ الغرض فاتحہ خوانی و ختم قرآن شریف و ایصالِ ثواب صدقات و نذور کے وقت ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے یعنی جیسا کہ اہل اسلام میں مروّج ہے یہ سب ممنون ہے اور ایصالِ ثواب کا بھی سوال ہوتا ہے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں روح کو پہنچائیں اور بموجب حدیث مذکور مسلمان کی جس دُعا میں اجابت و قبول و منظور ہو بالضرور اس میں ہاتھ اٹھاوے کہ حسبِ فحوائے حدیث نبوی خداوند کریم اپنے کرم سے بندہ کے ہاتھ خالی رو نہیں کریں گے اور نہ کرتے ہیں۔

مسئلہ: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کان رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا اَخْرَجُوا اِلَى الْمَقَابِرِ يَقُولُوا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعلیم فرماتے تھے۔ جب قبرستان کی طرف جاویں تو کہیں: السلام علیکم اے اہل قبور، مومنو، مسلمانو! تم ہمارے آگے ہو انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ موتے کو خطاب

کرنا درست ہے اور بروقت زیارۃ کے سلام کہنا مسنون ہے۔ اور تفسیر عزیز میں بہ ذیل وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے لکھا ہے یعنی

و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین
 امت خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے
 کہ بداں از ترقی باز ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شما را و
 اعمال نیک و بد شما را خلاص شما را و نفاق شما را ترجمہ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ
 و سلم تمہارے تم پر گواہ ہوئے کیونکہ وہ نور نبوت کے ذریعے سے آگاہ ہیں، ہر
 دیندار کے رتبہ سے کہ وہ دین کے کس درجہ میں پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی
 حقیقت کیا ہے اور وہ پردہ کہ جس کے سبب وہ شخص ترقی سے رُک گیا ہے کون
 سا ہے پس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے
 درجوں کو اور تمہارے نیک اور بد عملوں کو، تمہارے اخلاص و نفاق کو فقط۔

ترتیب نماز جنازہ

اول تکبیر افتتاح کہہ کر اخیر تک پڑھے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود

شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا
 وَذَكَرْنَا وَأُنْشَاةَ اللَّهُمَّ مِنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَيَّ الْإِسْلَامِ وَمَنْ
 تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيَّ الْإِيمَانِ ط (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶)

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام دیوے نیت ہر دو سلام میں ان لوگوں اور میت کی رے

جو اس کے داہنے بائیں ایستادہ ہیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں اور مجنون یعنی
 بیہوش کے واسطے یہ دعا پڑھے: **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اجْرًا
 وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا** اور اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو
 پڑھ لے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے ساتھ جانا نفلوں سے بہتر ہے اور غسل کی جگہ مخفی ہونی
 چاہے ہر کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اگر میت میں کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کا
 ذکر نہ کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **اَذْكُرُوا مُحْسِنًا مَوْتِكُمْ
 وَكُفُّوا عَن مَّسَاوِيهِمْ** یعنی تم اپنے موتے کے محاسن بیان کرو اور ان کی
 بدیوں سے زبان کو روکو اور میت کا اعلان جائز ہے اگر کوئی بزرگ دین فوت
 ہوئے تو تشہیر اور مناد کا مناسب ہے جس قدر نمازی جمع ہوں گے تو موجب
 شفاعت کثیر کا ہوگا اس کا حق ادا کریں گے۔

مسئلہ۔ تعزیت میت کی مسنون ہے حدیث شریف میں ہے: **إِنَّ تَعْزِيَتِي
 أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ لَبَسَهُ اللَّهُ مِنْ حَلْلِ الْكِرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ
 مَاجَهٍ** اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **غَوِي مَصَابَا فَلَهُ مِثْلُ اجْرِهِ**۔ رواہ
 الترمذی و ابن ماجہ یعنی جو کوئی اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا
 ہے اللہ تعالیٰ اس کو لباس کرامت کا قیامت کے دن پہنائے گا اور کسی

مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے اس کو اجر مصیبت والے جیسا ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کی تعزیت فرمائی یہی فرمایا کہ اعظم اللہ اجرک یعنی خدا تعالیٰ تیرا اجر زیادہ کرے۔ اور تعزیت کفار کی نہیں کرنی چاہئے جیسے کہ رواج کفار کا ہے کہ مردے کی نسبت ایسی باتیں کرنی جو اس میں نہیں ہوتیں۔

مسئلہ۔ پانی چھڑکنا قبر پر مستحب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکوا یا جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر بھی چھڑکا جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑکنے کا حکم فرمایا جیسا کہ بزار نے روایت کیا پس جو روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے ہیں کہ انہوں نے مکروہ سمجھا ہے وہ روایت غلط ہے۔ قبر کو مستنم کرنا چاہئے یعنی کوہان شتر کی طرح اور مربع کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ۔ اقرباء و ہمسایوں کو مستحب ہے کہ میت والوں کو کھانا پکا کر پہنچا دیں۔ جب خبر شہادت حضرت جعفر طیارہ رضی اللہ عنہ کی آئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آل جعفر رضی اللہ عنہم کے واسطے طعام پکاؤ کہ وہ آج اپنے شغل میں ہیں جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ اور میت والوں کی ضیافت

طعام کی کھانی لوگوں کو مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ ضیافت شرع میں خوشی کے واسطے بنی ہے نہ کہ غموں کے واسطے۔ یہ بدعت بری ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل میت کے پاس انبوه کرنا اور ان کی روٹی کھانا رسم جاہلیت کی جانتے تھے یہ رسوم ضیافات کی رواج پاگئی ہیں۔ یہ سب ریاکاری ہے خدا کے واسطے کوئی نہیں کرتا۔

مسئلہ۔ تعزیت کے واسطے بیٹھنا مسجد میں یا گھر میں بعضوں نے جائز لکھا ہے اور بعضوں نے ناجائز۔ لیکن ناجائز کی روایت زیادہ ہے۔ تعزیت کے واسطے راستے میں بیٹھنا سب نے برا لکھا ہے۔ اور تعزیت کے وقت یہ لفظ کہے: **اَعْظَمَ اللهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ غَرَائِكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ** اور زیارت قبر کے وقت یہ لفظ کہے: **السَّلَامُ عَلَيكُمْ يَا دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَاَنَا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَا حِقْوَنَ** یعنی سلام ہو تم پر انے قبروں والو اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ اور ادب قبر کا ایسا کرے جیسا کہ زندگی میں اس قبر والے کا کرتا تھا اور سنت زیارت میں اس طرح ہے کہ کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ میت کے پاؤں کی طرف سے آوے، سر کی طرف سے نہ آوے کہ سر کی طرف آنے سے میت کو نگاہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا کھڑا ہو کہ میت کی نگاہ سے اس کی نگاہ ملے۔ پھر کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ جب تھک جاوے اتنا دور بیٹھے جیسا کہ زندگی میں اس سے دور بیٹھتا تھا اور سورۃ یسین

پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبروں والوں کے اس دن کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ قبروں والوں کے شمار اس کونیکیاں ملتی ہیں۔ اگر سورۃ یسین یاد نہ ہو تو قل شریف والحمد وآلم مفلحون تک پڑھے اور آیت الکرسی وامن الرسول وتبارک الذی اور سورۃ الکوثر (اِنَّا اَعْطَيْنَا) اور قل شریف تین دفعہ یا گیارہ دفعہ پڑھے اور ثواب ان کا میت کو بخشے اور کہے: اللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ هَذِهِ السُّورِ الی فلان۔

مسئلہ۔ جس میت کی اولاد نابالغ رہ جائے اس کے گھر کا کھانا حرام ہوتا ہے اس واسطے کہ ترکہ میت کا حق نابالغوں کا ہے اور نابالغوں کا مال خواہ فقراء کو دینا چاہیں یا امر کو کھلانا چاہیں سب ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ قبر پر چلنا اور بیٹھنا یا پاس سونا مکروہ ہے اگر چلتے چلتے قرآن مجید یا تسبیح و تہلیل پڑھتا جاوے تو بعض نے مکروہ نہیں جانا۔ غرض مقبرہ میں قرأت کلام اللہ شریف کی سب کراہت کو رفع کر دیتی ہے۔

مسئلہ۔ مقبرہ سے درخت اور گھاس تر کاٹنے ناجائز ہیں کیونکہ نباتات تازہ تسبیح کرتی ہیں اور موجب نزول رحمت باری تعالیٰ کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ خرما کی لے کر اور چیر کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی تخفیف عذاب کی جارہی ہوگی تر درخت یا گھاس کی تسبیح بہ نسبت خشک کے زیادہ ہے۔ ورنہ خشک درخت اور گھاس بھی تسبیح کرتے ہیں۔ اور جو بوٹا یا

گھاس خود روقبر پر پیدا ہووے اس کا کاٹنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ وہ حق میت کا ہے اس کو کاٹنے میں میت کی حق تلفی ہوتی ہے اور کاٹنے والے سے میت اپنا حق طلب کرے گا۔ جیسے دیگر حقوق واجب الطلب ہوتے ہیں ویسا ہی یہ بھی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاخ کے کہنے سے واضح ہوا کہ قبروں پر پھول و برگ و تازہ گھاس قسم قسم کا رکھنا موجب تخفیف عذاب میت کا ہے اور مستحب ہے اور شامی کہتا ہے کہ مالکیہ نے اس فعل کو خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ دلیل سے واضح ہو گیا ہے کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور تسبیح موجب نزول رحمت کی ہے اور میت کو تسبیح کرنے والے کے ساتھ انس ہوتا ہے۔ اور رحمت سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے اٹھانے کے واسطے چار آدمی مسنون ہیں۔ واسطے تعظیم میت کے اور واسطے تخفیف بوجھ اور واسطے پرہیز کرنے کے تسبیح سے ساتھ اٹھانے صندوق وغیرہ کے۔ اور میت صغیر ہو تو ایک شخص دو ہاتھ پر اٹھائے جب وہ تھک جائے تو نوبت وار دوسرے لیتے جائیں۔ اور ہر ایک حامل چالیس قدم اٹھائیں۔ اول میت کا داہنا پہلو اپنی دائیں دوش پر اٹھائے پھر پائنتی دہنی اپنے دوش دائیں پر اٹھائے پھر بائیں طرف جنازہ کی اپنی بائیں دوش پر اٹھاوے پھر بائیں پائنتی بائیں دوش پر اٹھائے۔ یہ چاروں دس دس قدم اٹھائیں تو چالیس ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے

کو چالیس قدم اٹھائے تو چالیس گناہ گبیرہ کا اس سے کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص چاروں طرف جنازہ کو اٹھاوے اللہ تعالیٰ اس کے بوجھ کو اتار دیتے ہیں اور باواز بلند سے ذکر کرنا یا قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ سب خاموش رہیں اور یہی کلمہ کہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے کہ ہر زندہ مرے گا۔ یا مثل اس کے جنازہ کے پیچھے کہنا بدعت ہے اور عورتوں کا جنازے کے پیچھے جانا مکروہ ہے۔ آدمی اگر زبان سے منع نہیں کر سکتا تو دل سے برا جانے۔ اور قبر نصف قد آدمی کے برابر ہو یا سینے تک اس سے کم نہ ہو اور اگر زیادہ گہری کھودی جائے تو بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند ابراہیم کی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا اس میں پتھر گرا پڑا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درست کر کے رکھا اور فرمایا جو کوئی کام کرے تو پکا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہواؤں کا چلنا، مینہ کا برسنا مومن کی قبر پر اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

مسئلہ۔ اپنے گھر میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے۔ اپنے گھر میں دفن کرنا صرف خاصہ پیغمبروں کا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا چاہئے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

الحمد لله القاهر على عباده الغافر كه دریں ایام تبرک التیام رساله عجانہ

ختماتِ خواجگان

از تالیفات عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، محب المشائخ
الصادقین و اہل کشف و العارفين فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشہیر غلام قادر بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

ختمات خواجگان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الشَّافِیِّ وَالصَّلٰوَةُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْمَعْفِیِّ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ
الَّذِیْنَ كُلُّ مِنْهُمْ لَنَا الْكَافِیُّ پس چند فوائد محض برائے عوام مجبان یکتا و

مخلصان بے ریا، کتب صوفیہ کرام سے تحریر کئے جاتے ہیں کہ ہر وقت دنیا و
آخرت موجب آسانی کا ہوویں اور یاد خدائے کریم و بزرگان دین سے

غافل نہ ہوویں۔ اور ادختمات مناسب الوقت یاب ہوویں۔ فقیر کو بہ

دُعائے خیر یاد فرماویں۔ اول اور ادکا سرتاج کلمہ طیبہ ہے۔ جو شخص ستر ہزار

بار ایک جلسہ میں پڑھے دُعایا اس کی مقبول ہوتی ہے اور شیخ محی الدین ابن

عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ

عنے سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ

طیبہ پڑھایا یا کسی نے پڑھ کر اس کا ملک آیا ہو وہ جنت میں داخل کیا

جاوے۔ اس حدیث کو حافظ نجم الدین غمیٹی نے بھی اس عنوان سے بیان

فرمایا ہے۔ کہ شیخ ابوالعباس قصاب نے اس حدیث کو عجیب قصہ میں سن کر لیا

ہے کہ ان کے خادم کی والدہ فوت ہو گئی جب اس کو خبر وفات والدہ کی ہوئی تو

وہ بیہوش ہو گیا۔ ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے ستر ہزار کلمہ اس کی ماں کو بخشا

تب وہ خادم ہوش میں آ گیا۔ شیخ نے پوچھا کہ تو بیہوش ہو گیا تھا۔ جھٹ ہوش

میں کیسے آیا اس نے کہا جب ماں کی وفات سنی تو مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ میں لے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا۔ اب ناگہاں دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں واپس لے گئے ہیں تو ہوش میں آ گیا ہوں اور خوش ہوں۔ اسی واسطے بزرگان دین نے وظیفہ کلمہ طیبہ کا کل مشکلات دُنیا و دین کے واسطے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ جس کے دل میں نام پاک اللہ تعالیٰ کا ہو اس کی زبان تر و تازہ اور چہرہ خوش نما رہتا ہے۔

برائے حفظ (حفاظت) از ہر بلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ یَا حَافِظُ یَا حَفِیْظُ یَا وَكِیْلُ یَا رَقِیْبُ یَا اَللّٰهُ وَصَلِّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۔ جب کسی کی آنکھ پھڑکے تو کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھے پس نحوست اس کی رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ دُعا بھی پڑھا کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ وَلَا طَیْرًا اِلَّا طَیْرُكَ وَلَا ضَیْرًا اِلَّا ضَیْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ

۳۔ دو آیت قرآن شریف کے اندر دو قطب ہیں جیسا کہ دو قطب آسمان کے ایک شمالی دوسرا جنوبی ایک آیت یہ ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِنْ بَعْدِ

الْغَمِّ الْخِ دوسری محمد رسول اللہ آخر سورہ تک جتنے حرف قرآن شریف میں ہیں اتنے ہی ہر ایک آیت میں ہیں گویا کہ سارے قرآن شریف کی تاثیر اور خواص ان میں ہیں۔

۴۔ جو شخص چاند دیکھنے کے وقت اول شب میں یہ دُعا پڑھے تو تمام مہینہ آرام گزرے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى آلائِكَ وَنِعْمَائِكَ مِثْلَ مَا حَمِدْتَ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ وَمِثْلَ مَا حَمَدَ الْحَامِدُونَ الَّذِينَ إِذْ ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرُونَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَاسْتَغْفِرُكَ مِثْلَ مَا يَسْتَغْفِرُكَ الْمُسْتَغْفِرُونَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرُوا وَالذُّنُوبِيهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَاتُّوبُ مِثْلَ مَا تَابَ جَمِيعُ التَّوَّابِينَ الَّذِينَ إِذَا جَعَلْتَ تَوْبَتَهُمْ مَقْبُولَةً وَعَزَمْتَ لِنَجَاتِهِمْ وَأَعَدَنِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ يَاغِيَاثَ كُلِّ مَكْرُوبٍ يَا مَنْ مُجِيبُ الْمُضْطَرِّينَ إِذَا دَعَوْكَ لِكَشْفِ السُّوءِ وَأَنْتَ الْقَادِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ أَكْشِفْ مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْهُمُومِ وَالْغُمُومِ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط

طریق ختم خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

شب دوشنبہ کو یا شب جمعہ کو بحسب ضرورت جس روز کہ ضرورت ہو غسل اور وضو کرے اور دوگانہ (دو نقل) وضو کا پڑھے۔ اور دوسرا دوگانہ اس طور پر پڑھے کہ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی سات سات دفعہ پڑھے اور بعد سلام کے ثواب اس کا بہ ارواح مطہرہ نقشبندیہ بخشے بعد اس کے دس دفعہ یہ دُعا پڑھے

يَا مُفْتِحَ الْأَبْوَابِ يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ
وَالْأَبْصَارِ يَا دَلِيلَ الْمُتَحِيرِينَ يَا عِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ تَوَكَّلْتُ
عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَأَفْوِضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ط بعدہ

سورہ فاتحہ ہفت (سات) بار بسم اللہ بعدہ درود شریف سو (۱۰۰) دفعہ بعدہ

الم نشرح باسم اللہ (۷۹) دفعہ بعدہ قل شریف ایک ہزار ایک دفعہ بعدہ فاتحہ

ہفت بار بعدہ درود شریف سو دفعہ بعدہ دُعا حاجت ستر بار یا مجیب (۵۵) دفعہ۔

طریق ختم قادریہ (کبیر)

اول تین روز روزہ رکھے اول یوم بدھ دوم یوم جمعرات سوم یوم جمعہ دوگانہ پڑھے ہر ایک رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص گیارہ بار پڑھے بعدہ رُوبقبلہ ہو کہ بیٹھے۔ اور ختم شروع کرے استغفار ایک سو گیارہ دفعہ پھر درود

شریف (۱۱۱) دفعہ پھر کلمہ تجید **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ (۱۱۱) دفعہ، بعدہ الم نشرح ایک ہزار ایک سو گیارہ دفعہ بعدہ درود شریف ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ کر حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی روح مبارک کو بخشے۔ بعدہ دُعا کرے۔ اور یا مجیب (۵۵) بار۔ یہ ختم قادر یہ کبیر ہے اور صغیر یہ ہے۔

طریق ختم صغیر غوثیہ عالیہ

درود شریف (۱۱۱) دفعہ پھر کلمہ تجید (۱۱۱) دفعہ پھر سورہ یسین ایک دفعہ سورہ الم نشرح ایک سو اکتالیس دفعہ بعدہ درود شریف (۱۱۱) دفعہ پھر دُعا و فاتحہ بروح پاک حضرت غوث اعظم قدس سرہ۔ اگر بڑی ضرورت ہو تو ختم کبیر کرے ورنہ ختم صغیر سے کام آسان ہو جاتا ہے۔

طریق ختم خواجگان چشتیہ

اول فاتحہ دفعہ بعدہ درود شریف ۱۱ دفعہ بعدہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا مَنجَاءَ وَلَا مَنجِي مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ** (۳۶۰) دفعہ بعدہ سورہ الم نشرح با بسم اللہ (۳۶۰) دفعہ بعدہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** آخر تک (۳۶۰) دفعہ بعدہ فاتحہ ۷ بار بعدہ درود شریف سورہ بار بعدہ ختم کرے۔

فوائد بسم اللہ شریف

بہت پڑھنا بسم اللہ کا موجب برکت و کشائش رزق ہے۔ اور موجب حاجت روائی و حل مشکلات کا ہے۔

۱۔ سوتے وقت ۲۱ دفعہ پڑھے تو رات اس کی بخیر و عافیت گزرے۔ اور شر جن و آدمی و آگ شیطان و موت ناگہاں سے امن رہے۔

۲۔ اور اکتالیس دفعہ مجنون یا مرگی والے کے کان میں پڑھے تو اس کو ہوش آ جاوے۔

۳۔ اور ظالم کے سامنے پچاس دفعہ پڑھے تو اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

۴۔ اور بوقت شروع بارش یا عین بارش برنیت زمین فلاں و زراعت فلاں اکہتر (۱۷) دفعہ پڑھے تو زمین مقصود پر بارش ہووے۔

۵۔ اور سو دفعہ روزمرہ سات دن تک کسی درد کے واسطے پڑھے تو درد دور ہو جاوے۔

۶۔ بیوم جمعہ جب خطیب خطبہ شروع کرے اور یہ شخص ایک سو تیرہ دفعہ بسم اللہ شریف پڑھے اور بروقت دعا امام کے دعا مانگے تو حاجت روا ہووے۔

۷۔ اور اگر (۷۸۷) دفعہ روزمرہ ختم کی طرح سات دن پڑھا کرے تو مطلب حاصل ہووے

۸۔ اور اگر ہزار دفعہ روزمرہ (روزانہ) صبح کو پڑھے تو مشکلات آسان ہوں۔

۹۔ ہزار دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے صبح کے وقت نہار پلاویں تو کند ذہن کا ذہن صاف ہو جاوے۔

۱۰۔ اگر مجنون یا مکروب یا مجبوس روزمرہ ہزار دفعہ پڑھتا رہے۔ تو قید و کرب سے خلاصی پاوے

۱۱۔ اور ہزار بار بوقت طلوع پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے جس کو جس ارادہ پر پلاوے۔ وہ اچھا درست ہو جاوے اور فہیم و ذکی ہو جاوے۔

۱۲۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ختم بسم اللہ شریف کا برائے قضاء حوائج یہ ہے کہ بارہ ہزار دفعہ پڑھے۔ اول دوگانہ ادا کر کے ہزار دفعہ پڑھ کر دوگانہ پڑھے اور دُعا مانگے پھر ہزار بار پڑھ کر دوگانہ ادا کرتا جاوے اسی طرح بارہ ہزار ختم کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائیں گے۔

۱۳۔ اور حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ میری وصیت یاد رکھو کہ ہر کام و کلام کے اول بسم اللہ کو مفتاح (چابی) بناؤ۔ جلوس و قیود و قیام و نیام و وضو نماز و قرأت میں جو کوئی یہ کام بہر حال بالترام کرے گا اللہ تعالیٰ سکرات الموت و سوال منکر و نکیر کا آسان کرے گا اور تنگی قبر کی نہ ہوگی اور قبر اس کی کشادہ اور منور ہوگی۔ اور قبر سے گورا چٹا نورانی نکلے گا۔ اور حساب اس

کا آسان ہوے گا۔ میزان اس کی بھاری ہوگی۔ اور پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جاوے گا۔ بہشت میں مغفرت اور سعادت کے ساتھ داخل ہو وے گا جیسا کہ خواص القرآن میں لکھا ہے۔

۱۴۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جس کو کوئی حاجت درپیش ہو۔ وہ تین روزے رکھے۔ اول بدھ کو دوم جمعرات تیسرا جمعہ کو جمعہ کے روز غسل کر کے اور وضو کر کے مسجد کی طرف جاوے اور اہل وقت کچھ صدقہ دیوے تھوڑا ہوا یا بہت ہو تو اچھا ہے۔ جب جمعہ پڑھ چکے تو یہ پڑھے: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ الَّذِي مَلَأَ عِظْمَتَهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَنَتِ الْوُجُوهُ وَخَضَعَتْ لَهُ الرِّقَابُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْأَبْصَارُ وَوَجَلَّتِ الْقُلُوبُ مِنْ خَشْيَتِهِ وَرَزَقَتْ مِنْهُ الْعَيُونَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُعْطِيَ حَاجَتِي (اس جگہ اپنی حاجت کا نام لیوے) اور فرمایا کہ ہر دُعا سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاوے تو دُعا قبول ہوتی ہے۔**

۱۵۔ بسم اللہ اکیس مرتبہ لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالیں تو سب آفات سے

محفوظ رہے۔

۱۶۔ اور ۳۵ بار لکھ کر گھر میں معلق کرے تو شیطان و جن سے محفوظ رہے۔ گھر

میں اور مال میں اور کسب میں برکت ہووے گی۔ اور کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔

۱۷۔ اور اگر دکان میں لٹکائے تو اس میں نفع بہت ہوگا۔ اور کوئی حاسد اور

ظالم اس کی طرف نہ دیکھے گا۔

۱۸۔ جو شخص پہلی تاریخ ماہ محرم کے ایک سو تیرہ دفعہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو

کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔ اس کو اور اسکے گھر والوں کو عمر بھر کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

۱۹۔ جو شخص ایک سو ایک دفعہ سفید کاغذ پر لکھ کر باغ میں دباوے تو پھل

بہت ہوگا اور کھیتی اس کی اچھی ہوگی۔ اپنے وقت پر پھل پورا دے گا۔ اور

سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اس میں برکت بہت ہوگی۔

۲۰۔ اور اگر کوئی سفید کاغذ پر ہزار دفعہ لکھے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دشمنوں

کے نزدیک اس کی ہیبت ہوگی۔ اور دوستوں کے نزدیک پیارا ہوگا۔ اور اس

میں باعزت ہوگا اور اس پر دروازے خیرات کے کھل جائیں گے۔

۲۱۔ اور اگر ستر بار لکھ کر میت کے کفن میں رکھا جائے تو قبر کے عذاب سے

محفوظ رہے۔ منکر نکیر کا جواب آسان ہو۔

۲۲۔ اگر اسم ذات کسی برتن پاک میں اس طرح لکھے کہ برتن پر ہو جائے اور

اس کو بارش کے پانی سے گھول کر مرگی والے کو پلاوے تو مرگی دور ہوگی۔

۲۲۔ اور اگر سانپ یا چھوکاٹ جائے تو بسم اللہ کے ساتھ حروف مقطعات لکھ کر سلام علی نوح فی العلمین لکھے اور پانی میں پلائے تو اچھا ہو جائے گا۔

۲۳۔ اگر کوئی الرحمن ایک سو پچاس مرتبہ لکھ کر اس پر پھونکے اور کسی ظالم کے سامنے جاوے تو وہ ظالم دب جائے گا۔

۲۴۔ جو شخص اسم الرحیم دو سو اناسی (۲۷۹) دفعہ لکھ کر پاس رکھے وہ جنگ میں محفوظ رہے۔ اور جس کو درد سر ہو حروف الرحیم کے جدا جدا اکیس (۲۱) دفعہ لکھ کر سر پر باندھے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے گا۔

۲۵۔ ہر قل قیصر روم نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے جس سے طبیب عاجز ہیں، کوئی دوا بھیجیں، آپ نے ٹوپی بھیجی، جب وہ ٹوپی سر پر رکھتا تو درد دور ہو جاتا اور جب ٹوپی کو اس نے کھول کر دیکھا تو کاغذ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی تھی۔ جیسا تفسیر روح البیان میں لکھا ہے۔

فوائد آیۃ الکرسی شریف

۱۔ اور آیۃ الکرسی ہر نماز فرض کے بعد پڑھے، اللہ تعالیٰ سب گناہ اس کے

بخشنے گا

اور سوتے وقت اگر پڑھے تو شیطان سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ غصہ کے وقت اگر پڑھے اور بائیں طرف تھوک دے تو غصہ جاتا رہے۔

۳۔ آیت الکرسی کے حرف ۷۰ ہیں۔ ہر ایک حرف کا نفع عظیم ہے۔ یہ ہر

دو قسم کے منافع پر مشتمل ہے۔ اس آیت کے پڑھنے والا باعزت اور مقبول

ہوتا ہے۔

۴۔ مرتخ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب الخلاق ہو۔

۵۔ اور اگر زحل کی ساعت میں پڑھے تو بادشاہ کے نزدیک معظم ہو۔

۶۔ اور اگر مشتری کی ساعت میں پڑھے تو غم دور ہو۔

۷۔ شمس کی ساعت میں پڑھے تو اپنی ملازمت میں رتبہ پاوے اور مقبول

نظر امیر ہو۔

۸۔ اور زہرہ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب ہو درمیان زن و مرد کے۔

۹۔ اور عطارد کی ساعت میں پڑھے تو دشمن اس کے ہلاک ہوں۔

۱۰۔ تعداد حروف ۷۰ ہیں، ورد بھی ایک سو ستر مرتبہ کیا جاوے مگر شیخ ابو

الفرح نے فرمایا کہ یہ ساعت کی قید مشائخ کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ بلکہ ان

کے نزدیک شرط مداومت ہے ساعت نجومی کا کوئی اعتبار نہیں۔ تاثیر اسماء اللہ

کی اور آیت شریف کی ستاروں پر منحصر نہیں۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ رزق کا مانع ہے اور عمل صالح رزق کا جامع

ہے۔ اسلام میں نحوست متعلق بہ گناہ ہے۔ اور سعادت متعلق بہ فلاح ہے۔
یہ فوائد مذکورہ بالا مقید کسی خاص وقت کے نہیں۔

۱۲۔ اگر کوئی اس آیت کو ہزار بار چالیس یوم تک پڑھے۔ اس کی سب
مرادیں حاصل ہوں۔

۱۳۔ اگر ہمیشہ ہزار بار وظیفہ مقرر کرے۔ تو مطالب دینی و دنیوی حاصل
ہوں۔

۱۴۔ شیخ ابوالعباس بونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلمات اس آیت شریف
(آیۃ الکرسی) کے پچاس ہیں۔ اگر پچاس دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم
کر کے پی لے تو عقل و فہم زیادہ ہو۔

۱۵۔ اگر پچاس دفعہ روزمرہ پڑھے تو مقصد حاصل ہوں۔

۱۶۔ وقف اس کے پانچ ہیں۔ بعض نے پندرہ اور بعض نے سترہ کہے
ہیں۔

۱۷۔ اگر بموجب وقف جب گھر سے نکلے پانچ دفعہ پڑھے۔ لوٹ کر گھر
آنے تک وہ ہر بلا سے محفوظ رہے۔

۱۸۔ اور جب گھر میں داخل ہووے تب پھر پڑھے تو باعث برکت ہو۔

۱۹۔ جو شخص کسی ظالم حاکم کے پاس جاوے تو آیت الکرسی پڑھ کر یہ اسماء
پڑھے: یا حی یا قیوم یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال

والا کبرام اسئلك بحق هذه الايات الکریم وما فیها من السماء
العظيمة ان تلجم فاه عني وتخرس لسانه حتى لا ينطق الا
بالخير اولصمت خيرك يا هذا بين عينك وشرك تحت قدميك
حاکم جابر کا دل فوراً مائل بہ نرمی ہو جاوے گا۔

۲۰۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بصرہ میں ایک آدمی ڈاڑھ کی درد
کے لئے دم کیا کرتا تھا اور عمل نہیں بتاتا تھا۔ جب مرنے لگا اپنے پاس والوں
کو یہ بتلا گیا کہ پوشیدہ رکھنا گناہ ہے۔ المص کھیعص لحم عسق لا
إله الا هو رب العرش العظيم۔ اسکن انہا الوجع بالذی ان
یشایسکن الریح فیظللن ر واکد علی ظہرہ ان فی ذلک لا یت
لک صبار شکور ولہ ماسکن فی اللیل والنہار وهو السميع
العظیم ط کذانی خواص القرآن۔

۲۱۔ اگر آیت الکرسی سو (۱۰۰) بار پڑھ کر یا اللہ یا حی یا قیوم یا علی
یا عظیم ایک ہزار تین سو ستر بار پڑھے اور یہ کہے: اسئلك بنور
عرشک وروح محمد ان ترسل خادم هذه الايت الشريفة الى
فلان بن فلان اور اس کی صورت کا خیال کرے اور کہے: بالشہاب من
سیم و حراب من النار اور اس نیزہ خیالی کے ساتھ اس شخص کی طرف
اشارہ کرے اور نماز پڑھ کر سورہ ہے یہ عمل جمعرات کو کیا کرے۔ سات

جمعراتوں تک مطلب دلی حاصل ہوگا۔

۲۲۔ اگر آیت الکرسی کو اپنے دروازے پر لکھیں تو باعث افزونی رزق ہو اور چور نہ آئے۔

۲۳۔ کسی نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ مجھ کو استسقاء کی بیماری ہے۔ اس کا علاج فرمائیں۔ کہا کہ کستوری اور زعفران کے ساتھ پیٹ پر آیت الکرسی لکھو اور صاف برتن میں لکھ کر پی لو، اس میں دس امراض کی شفا ہے۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آیت الکرسی کی ایک زبان ہے اور دلب نہیں جس سے تسبیح خداوند کریم ادا کرتی ہے۔

۲۴۔ ہر ایک بیماری شکم کے لئے پاک برتن میں تین دفعہ لکھ کر پئے مگر حرف جدا جدا ہوں اور پیتے وقت نیت شفا اس بیماری کی دل میں کرے۔

۲۵۔ اور کل امراض بدنی کے لئے کستوری زعفران اور گلاب سے لکھ کر پئے تین مرتبہ آیت الکرسی لکھے اور ایک دفعہ لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ الْخِ وَالْخِ وَكَلُوا أَنَّ قُرْآنَ سِيرَتٍ بِهِ الْجِبَالُ الْخِ كَوَلَّكَ كِرْپَانِي سِے گھول کر پی لے۔ اور اس پر سات بار آیت الکرسی پڑھ کر دم کرے اور پی لے تین دن صبح و شام پئے۔ انشا اللہ شفا ہو۔

دُنیا و آخرت کی بھلائی کے اعمال

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اُحَدُّ اور قُلْ

أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح و شام پڑھا کرے اس کے دنیا و آخرت کے کام درست ہو جائیں گے۔

۲۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو حاجت درپیش ہو تو وضو تازہ کر کے ایسے مقام میں جاوے جہاں آس پاس کوئی نہ دیکھے اور چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔

پہلی رکعت میں الحمد ایک دفعہ اور قل ہو اللہ گیارہ مرتبہ۔

دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ بیس بار۔

تیسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ تیس بار اور

چوتھی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ چالیس بار۔

جب سلام پھیرے تو قل ہو اللہ پچاس بار۔ درود شریف پچاس بار اور

استغفار پچاس بار اور لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط

پچاس بار۔

پھر اپنی حاجت کا سوال دہرائے ۷۰ بار۔ اللہ تعالیٰ حاجت اس کی پوری

کرے گا۔

اگر قرضدار ہوگا تو قرض سے نجات پاوے گا۔

اور اگر فقیر ہو اللہ تعالیٰ اس کو غنی کرے گا۔

اور اگر گنہگار ہے تو خداوند کریم اس کے گناہ بخش دے گا۔

اور اگر مسافر ہو تو وطن میں باخیر و عافیت پہنچا دے گا۔

اور اگر لاولد ہے تو صاحب اولاد ہو جاوے گا۔

۳۔ (يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي) جس مطلب کے واسطے تین دفعہ پڑھے

خدا تعالیٰ آسان فرماوے۔ اگر کوئی چالیس ق مفتوح کھلے سروالے لکھے اور

اس کو دے جس کے خون جاری ہو تو خون بند ہو جاوے گا۔

۴۔ اگر کوئی پچھلی رات وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ اسماء الہی

پڑھے اللہ علیٰ عظیمٌ باعِثْ فِعْلٌ عَلِيمٌ عَدْلٌ نَافِعٌ بَدِيعٌ

عَزِيزٌ عَفُوٌّ جَامِعٌ سَمِيعٌ رَفِيعٌ سَرِيعٌ مُتَعَالٌ مُعِيدٌ مُقْبُوْدٌ مُعَزٌّ

مَنَاعٌ تو اللہ تعالیٰ اس پر عجائبات کا باب فتح (کھول دے گا) فرماوے گا۔

دونوں کام دینی اور دنیوی حاصل ہوں گے۔ اور اگر ہر صبح کی نماز کے بعد

روزمرہ بیس دفعہ پڑھا کرے تو دین و دنیا کے کام سب درست ہوں اور اگر

ہفتہ کے روز صبح کی نماز کے بعد ۶۶ مرتبہ پڑھے اور کسی ظالم پر بددعا کرے

تو وہ ہلاک ہو جائے۔

۵۔ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ كَاوْظِيْفَهٗ پڑھنا جو اکثر

مشائخ چشتیہ و قادریہ اپنے اپنے معمولات اور ارشادات میں تحریر فرماتے ہیں

کہ یہ اسم مبارک بعد نماز دو گانہ (دو نفل) کے اور دُرود شریف سو بار پڑھ کر

اس اسمِ اعظم کو سو دفعہ پڑھے اور بعدہ سو دفعہ دُرود شریف پڑھ کر ستر دفعہ دُعا

مانگے۔ یہ وظیفہ متضمن دو امر کے ہے۔ ایک پکارنا حضرت شیخ غوث الاعظم
قدس سرہ کا۔ دوسرا طلب کرنی کسی شے کی برائے خدا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پکارنا غائب اور میت کا شرعاً کس دلیل اور سند
سے جائز ہے۔ دوسرا طلب کرنا کسی چیز کا خدا کے واسطے۔ اس سے وہم ہوتا
ہے کہ کچھ خدا تعالیٰ کو اس چیز کی حاجت ہے یہ ناجائز ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امر اول حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ بندہ خاص
جب فرائض سے فارغ ہو کر نوافل میں سلوک کرتا ہے تو جس قدر ترقی
عبادت میں ہوتی ہے اسی قدر قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔ شدہ شدہ سلوک
کے انتہا کو پہنچتا ہے۔ یعنی قرب الہی اس طریق پر حاصل ہوتا ہے کہ اس
مغلوب ہو کر حکم نابود کار کھتی ہے یعنی بے اثر ہو جاتی ہے۔ اور نور الہی کا اثر
ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر میں حواس بشر کے محسوس ہوتے ہیں لیکن فعل الہی اس

سے صادر ہوتا ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ فعل بندہ سے صادر ہے لیکن

در حقیقت فعل الہی ہوتا ہے۔ جس طرح نور الہی کے سامنے کوئی حد قرب اور

بعد (دور) کی نہیں اور نہ کوئی حجاب مانع اثر اور فعل کا ہو سکتا ہے۔ ویسا ہی

اس بندہ کے حواس بے انتہا ہو جاتے ہیں۔ بعد اور حجاب مانع اس کے فعل

اور اثر کو نہیں روک سکتا۔ اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل

ہے۔ اس درجہ میں نام اس بندہ کا برائے نام ہی ہے اور اس بندہ کو لقب محبوبیت کا عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ یعنی تم نے نہیں پھینکا جب پھینکا تم نے لیکن خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ اور وَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَا كُنَّ اللَّهُ قَتَلَهُمْ یعنی اے اصحاب رسول ﷺ تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ ان آیات سے ظاہر یقین ہوتا ہے کہ فعل بندہ کا نہیں بلکہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہے اسی طرح تمام حواس سے جو کام ظاہرہ صادر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ پس دیکھنا اور سننا اس بندہ کا مثل دیدے اور شنیدے دوسرے بندوں کے نہیں کہ دوسرے محبوس طاقت بشری میں ہیں اور یہ ولی اللہ اس قید سے آزاد ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ سادس یعنی چھٹا اور سادس عشر یعنی سولہواں کتاب فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ بندہ جب قید اوصاف بشریت سے خلاصی پاتا ہے تو اس کو خط وافر کی مبارکباد ملتی ہے اور لقب اس کا صدیق اکبر ہوتا ہے اور علم غیب عطا ہوتا ہے۔ اور تکوین اشیاء باذن خالق اشیاء کے دُنیا میں عطا ہوتی ہے۔ اور آخرت میں علاوہ بریں بے نہایت عطایات اور خلعت اس کو ملیں گے۔

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ محبوبانِ الہی کو پکارنا دُور اور نزدیک سے یکساں ہے۔ جب ان کو علم مغیبات کا عطا ہو گیا۔ اور تکوین اشیاء کی ان کا

وصف بن گیا تو یا شیخ پڑھنا بحضور علمی جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ اگر یقین اس حضور کا نہ کرے تو منکر حدیث قدسی کا اور فرمانِ غوثِ اعظم قدس سرہ کا بنے گا۔ سو ان کا منکر کا فر نہیں تو گمراہ ضرور ہے۔

باقی رہا سوال کا دوسرا حصہ کہ برائے اکرام اور خوشنودی خداوند کریم یہ چیز عطا فرماؤ بے عوض (بغیر) کسی ہدیہ یا خدمت یا حق قرابت کے اور عطا کسی چیز کی جو ان کے پاس ہو موجب رفع درجات محبوبانِ الہی کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ علم کا پڑھنا یا طعام کا کھلانا اور پانی کا پلانا اور بیمار کا علاج کرنا۔ اور بھولے بھٹکے کو راستہ پر لانا یا مدیون (قرض دار) کا قرضہ ادا کر دینا۔ یا کسی حاجت مند کی حاجت روا کر دینا خدا تعالیٰ کے نزدیک موجب رفع درجات و خوشنودی حق تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ ویسے ہی ان محبوبان کے دربار سے حاجت روائی سائل کی موجب اجرِ عظیم کی ہے۔ اور خوشنودی خداوند کریم کی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ سائل محتاج کسی بندہ سے سوال کرتا ہے۔ تو وہ بندہ کریم عارف باللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ کہ اس سائل نے مجھ سے یہ عبادت یا سعادت کرائی جس کے سبب میرا قرب عند اللہ زیادہ ہوا۔ اسی واسطے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو فرماتے: **مَرْحَبًا بِالْحَامِلِ بِلَا أَجْرٍ خَوْشٍ آيَا حَائِلٍ بَارٍ بَرِّدَارٍ هَمَارِ ابْلَا** اجرت کہ ہماری چیز کو یہاں دُنیا میں لے کر قیامت کے روز پلڑہ میزبان میں

جا کر رکھے گا یعنی عند اللہ پہنچا دے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص کوئی چیز کسی محتاج کو دیتا ہے تو وہ محتاج قیامت کے روز اس چیز کو پلڑہ میزان سخی میں رکھے گا۔ اگر یہ مسئلہ شریف مسلمانوں کو بالیقین معلوم ہو تو یقین ہے کہ کبھی سائل محتاج کو ناکام رخصت نہ کریں۔

اور پکارنا اولیاء اللہ کا موجب فتح الباب قبولیت دُعا کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے نام لینے والے پر دروازہ رحمت اور عطا و حاجت روائی کا کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگان دین سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب تم کو حاجت ہو تم میرا نام لے کر دُعا کرو اللہ تعالیٰ پوری فرما دے گا۔ جیسا نجات انس میں ہے کہ جیسا حضرت شیخ المشائخ معروف کرخی قدس سرہ نے حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کو ارشاد فرمایا۔ اور حضرت امام جعفر صادق نے اپنے مریدوں کو فرمان کیا کہ میرا نام موجب امان ہے از ہر بلا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نابینا کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس طرح دُعا کر کہ خداوند! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیلہ کرتا ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہوں جناب باری کی طرف کہ میری حاجت پوری کرے۔ نابینا نے حسب الحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسا ہی کیا تو حاجت اس کی پوری ہوئی۔ مراد اُس کی بینائی

تھی وہ بیٹا ہو گیا۔ یہ بات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی۔ ان کے سامنے ایک شخص نے شکایت کی کہ چند روز ہوئے میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور میں کسی حاجت کے واسطے جانا چاہتا ہوں۔ چند بار گیا اجازت اندر جانے کی نہ ملی اب حیران ہوں۔ انہوں نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ کر یہ وظیفہ پڑھ: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِحَبِيبِكَ الْمُصْطَفَى يَا حَبِيبَنَا يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيَقْضِيَ حَاجَتِي**۔

دلائل الخیرات میں ہے: **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِحَبِيبِكَ الْمُصْطَفَى عِنْدَكَ يَا حَبِيبًا يَا مُحَمَّدُ أَنَا تَوَسَّلُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَى الْعَظِيمِ يَا نِعَمَ الرَّسُولِ الطَّاهِرِ ط**

جب اس نے یہ وظیفہ پڑھا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ اور اذن چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی خوشی سے فوراً بلا لیا اور حاجت اس کی پوری کر دی۔ تب سے یہ وظیفہ اصحاب کبار میں مشہور ہو گیا۔ اور مشائخ نے اپنے وظائف میں درج کر دیا اور جاری کیا۔ جیسا کہ دلائل الخیرات میں بھی درج ہے۔ مگر علامہ احمد بونی نے شمس المعارف میں دو اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کر کے اس طرح لکھا ہے کہ یہ عمل اندرون خانہ تنہا کوٹھڑی میں کرے۔ اور وظیفہ میں یا محمد یا احمد یا ابا القاسم

باواز بلند سو دفعہ پڑھے مطلب حاصل ہوگا۔ اس وظیفہ میں ندا غائب کو ہے۔
 اصحاب کبار اور اولیاء عظام کا معمول رہا۔ ندانا جائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔
 انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو کشف تام ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وارثان
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف سب سے زیادہ ہے اور مقام محبوبیت میں ہیں۔ انکار
 سماع ان حضرات کا دور سے موجب انکار مرتبہ محبوبیت کا ہے۔ اگر حجاب مانع
 ہے۔ تو عوام الناس کو ہے۔ اولیاء اللہ دور سے جیسے دیکھتے ہیں ویسے ہی سنتے
 ہیں۔ یہ قوت دید اور شنید کی بنور اسماء الہیہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی روح اور
 حواس منور بنور اسماء الہیہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مضمون حدیث قدسی کا ہے۔
 بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیز ی میں سورہ منزل کی تفسیر میں لکھا
 ہے کہ الوہیت اللہ کے دو (۲) وصف خاص ہیں۔ ایک یہ کہ جمیع اصوات
 جمیع حیوانات کے ہر زمان و مکان میں خفی ہوں یا جلی یعنی سماوی اور ارضی
 یعنی ملائکہ کے اور حیوانات بحری کے اور حشرات الارض وغیرہ کے سُننے اور
 مراد ان کی سمجھے جس کا نام احاطہ علمی ہے۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ ذاکر کی قوت
 مدرکہ (عقل) کو اپنے نور سے پُر کر دیوے۔ پس اولیاء اللہ جو جمیع لطائف
 کے ساتھ ذکر اللہ میں محو ہو گئے۔ بعد فنا کے ان کو مقام بقا کا عطا ہوا کہ اس
 مقام میں اوصاف باری تعالیٰ کے اوصاف ان کے بن جاتے ہیں سو ان
 اوصاف کے سامنے کوئی چیز محبوب اور دُور نہیں ہوتی، سب چیزوں کو عیاناً

دیکھتے ہیں اور سب کی آواز سنتے ہیں۔ اور نیز حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَنَا جَلِيسٌ مَنْ ذَكَرَنِي یعنی میں اس شخص کے پاس بیٹھنے والا ہوں جو میرا ذکر کرے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تکملہ مدارج نبوت میں لکھا ہے کہ یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں خوب جلوہ گر ہے۔ یعنی جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ہوتے ہیں۔ وارثان حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو مقام فنا فی الرسول سے گزر کر اور فنا فی اللہ سے عبور کر کے باقی باللہ ہو جاتے ہیں ان میں بھی ایسی ہی صفات باری تعالیٰ کے جلوے ہوتے ہیں۔

خصوصاً قطب الاقطاب غوث الاعظم جو مقام محبوبیت میں سب سے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔ ان کو کوئی حجاب اور دوری مانع سماع صورت سے نہیں ہوتی۔ ان کا فرمانا ”کہ جو میرا نام پکارے“ اس کی حاجت روا ہوتی ہے۔ دلیل واضح ہے کہ پکارنا بغیر سماع حضرت غوث اعظم کے بے معنی ہے۔ پکارنے کا تب ہی حکم دیا جب وہ سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مَنْ نَادَانِي بِاسْمِي فُرِجَتْ كُرْبَتُهُ وَقَضِيَتْ حَاجَتُهُ یعنی جو مجھ کو میرا نام لے کر پکارے اس کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اور حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بہجت الاسرار میں ہے اور یہ جو کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے شَيْئًا لِلَّهِ کو کفر لکھا ہے۔ سو وجہ اس کی شامی نے اس طرح بیان کی ہے کہ

اس (لکھنے والے) نے معنی شَيْئًا لِلَّهِ کے یہ سمجھے ہیں کہ خدا کو کسی شے کی حاجت ہے۔ پس یہ لفظ بولنا کفر ہے۔ شامی نے خود جواب دیا کہ یہ معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ معنی مراد یہ ہیں کہ واسطے اکرام اللہ تعالیٰ کے جب یہ معنی مراد ہوں تو شَيْئًا لِلَّهِ کہنا مستحب ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ کہہ کر مانگتا ہے۔ سب کی مراد یہی ہوتی ہے کہ واسطے رضا مندی اور اکرام اللہ کے یہ چیز دو اور نہ یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے۔ معاذ اللہ کفار بھی اس لفظ سے یہ معنی نہیں سمجھتے۔ سوائے اس شبہ کے اور کوئی وجہ ممانعت کی نہیں۔ یہ شبہ بھی بنی بر خیال فاسد ہے۔ اور دُور سے دیکھنا اور سننا اصحاب کبار کی شہادت سے ثابت ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے پکارے یا ساریہ بن زینم الجبل الجبل یعنی اے ساریہ (نام امیر لشکر) زینم کے بیٹے پہاڑ کو پشت پر لو۔ یعنی پہاڑ کی آڑ میں آؤ لوگ سن کر حیران ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امیر اچھا کہہ رہا ہے۔ اس کو کہنے دو۔ بعدہ عبدالرحمن بن عوف نے امیر المومنین سے پوچھا یہ کیوں کہا؟ فرمایا: ساریہ کی فوج کو دیکھا کہ کفار کی فوج میں گھیرے گئے ہیں۔ پس وپیش سے کفار آ گئے ہیں۔ ان کو پکار کر کہا کہ تم پہاڑ کی آڑ لو۔ ساریہ جب آئے ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز صبح سے دوپہر تک لڑتے رہے۔ جب سورج سر سے

ڈھلا تو کفار کا زور ہوا۔ اتنے میں آواز حضرت امیر المومنین کی ایک غار سے آئی۔ کہ پہاڑ کی آڑ لو سو ایسا ہی کیا تو فتح اسلام ہوئی۔ اس معاملہ میں ایک ماہ کے راستہ پر دیکھنا اور آواز کا پہنچانا ولی کا ہی کام ہے۔ جیسا کہ ایک ماہ کا راستہ ویسے سالہا سال کا راستہ مساوی ہے۔ جیسے کہ ولی دور سے دیکھتا ہے۔ ویسے ہی وہ سنتا ہے۔ اور اشعار صحابہ کرام کے ندائے میت کے اکثر ہیں جیسا کہ مرثیہ صفیہ بنت عبدالمطلب کا حضرت کی شان میں مشہور معروف ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ رَجَائِنَا وَكُنْتُ بِنَابِرٍ وَلَمَّا
تَكَ جَاءَ فَيَا الْخِخْ اور پکارنا ہزار ہا صحابہ کبار کا غزواتِ ملکِ شام میں بروقت قتال یا محمد یا منصور اُمّت اُمّت جیسا غزوہ یرموک میں ندا کرتے رہے۔

سب کو معلوم ہے۔ اور غزوہ مرج القباہل میں ہزار صحابہ کا شعار تھا۔ یا محمد یا محمد انزل النصر انزل النصر اور قصہ ملکہ مار یہ نصرانیہ اور خبر دی حضرت عیاض بن غانم رضی اللہ عنہ نے اس کو حالتِ مخفیہ، واقعات سالہا سال گذشتہ کی باغلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ثیب، غریب ہے۔ بلکہ جملہ واقعات فتوحِ شام کے ایک سے ایک موجب روشنی ایمان ہیں۔ کفار کی قید میں ابوالہول حبشی کے زنجیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشارتِ تو دئے۔ اور چند بار ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے

مابین خواب و بیداری کے واقعات سے آگاہ فرمایا۔ اور حضرت غوث قدس سرہ کے کرامات و انکشافات امور غیبیہ کا وہی مستند ہے۔ جو کچھ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت تک اپنے مرید محبت کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔ جب غرض کیلئے کہا جاوے میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے اور میرا نیزہ کھڑا ہے۔ اور میری تلوار برہنہ ہے۔ اور میری کمان پر زرہ چڑھائی ہوئی ہے۔ اور منکرین کشف انبیاء و اولیاء کرام کے جو وجود انکار کی عوام کے سامنے پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے و حضرت سلیمان علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعضے واقعات بیان کرتے ہیں۔

جواب اس انکار کا یہ ہے کہ جب ثبوت و شہادت شرعی کشف تام کی علماء امت کو مسلم ہے۔ تو ایسے وجوہات مرجوحہ کے ساتھ دلیل شرعی کا انکار عناد ہے۔ اور خلاف طریق اسلام۔ اور منکرین کا استدلال کہ قرآن مجید میں دُعا کا لفظ آیا ہے۔ اور ہر جگہ میں ممانعت ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ پکارو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ شریف میں دُعا بمعنی عبادت ہے۔ اور ہر جگہ یہی مراد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کی عبادت مت کرو۔ اور اسی واسطے سجدہ تَحِیت کا جو سلاطین اور مشائخ کے حضور میں رائج تھا۔ اس کو شرک و کفر کسی نے نہیں کہا۔ مشرکین و نصاریٰ و یہود جو غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ سجدہ عبادت کا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے سامنے جو سجدہ کرتے ہیں

اسی کو عبادت جانتے ہیں برخلاف اس کے کوئی مسلمان سجدہ پیش سلطان و شیخ کے عبادت نہیں جانتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب نام ہے اس علم کا جو عقول سے برتر ہو۔ اور وہ علم شریعت کا ہے۔ اور علوم شریعت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام و کمال ختم ہو گئے۔ ویسا ہی علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور وارثان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے دوسرا کوئی دعویٰ کرے تو کاذب ہے۔ اسی کا نام بصیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط یعنی کہہ دو کہ میں دانا و بینا ہو کر تم کو بلاتا ہوں اور میرے وارث اور میں مشرک نہیں۔

شجرہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ط أَمَّا بَعْدُ
فَهَذِهِ سِلْسَلَتِي مِنْ مَشَائِخِي فِي الطَّرِيقَةِ الْچِشْتِيَّةِ رِضْوَانِ
اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ إِلَهِي بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ رَسُولِ
الثَّقَلَيْنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ

وَأَصْحَابِهِ وَأَحْبَابِهِ وَاتِّبَاعِهِ وَسَلَّمِ إِلَهِي بِحُرْمَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَمَامِ الْمُسْلِمِينَ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ حَضْرَةَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ سَيِّدِ التَّابِعِينَ خَيْرِ
الْوَا عِظِينَ حَضْرَتِ الشَّيْخِ أَبِي النَّصْرِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ أَبِي
الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِينَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ
شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ أَبِي الْقِيْضِ فَضِيلِ بْنِ عِيَّاضٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ أَمَانِ الْأَرْضِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ
السُّلْطَانِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ آدَهَمَ الْيُخْيِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ خَوَاجَه سَيِّدِ الدِّينِ
حُدَيْفَةَ الْمَرْعَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
الْمَشَائِخِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ خَوَاجَه أَمِينِ الدِّينِ أَبِي هُبَيْرَةَ الشَّيْخِ
خَوَاجَه هَمَّشَادُ عَلْوِ الدِّينِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ خَوَاجَه أَبِي إِسْحَاقِ الْحَيْشْتِيِّ الشَّامِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةَ الشَّيْخِ
قُدْوَةَ الدِّينِ خَوَاجَه أَبِي أَحْمَدَ بْنِ فَرَسِنَافَةَ چِشْتِي رَضِيَ اللَّهُ

تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ
 أَبِي أَحْمَدَ چِشْتِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ نَاصِرِ الدِّينِ أَبِي يُوْسُفَ چِشْتِي رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ
 خَوَاجَه قُطْبُ الدِّينِ مَوْدُودِ بْنِ چِشْتِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ حَاجِي مُحْدُومِ زَنْدَنِي
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ مُقْتَدِي أَهْلِ
 الْعِرْفَانِ حَضْرَةِ خَوَاجَه عُثْمَانَ هَارُونِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه مُعِينِ الدِّينِ
 حَسَنِ چِشْتِي سَنَجَرِي اِجْمِيرِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ شَهِيدِ الْمَحَبَّةِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه
 قُطْبِ الدِّينِ وَكَيْلِ لِبَابِ اَوْشِ بَخْتِيَارِ اَوْشِي كَاكِي رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ خَوَاجَه فَرِيدِ
 الدِّينِ شَكْرِبَارِ حَرِيْقِ الْمَحَبَّةِ مَسْعُودِ بْنِ الْاَجُودِ اَعْنِي كَنْجِ
 شَكَرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ

الشَّيْخُ سُلْطَانُ الْعَاشِقِينَ خَوَاجَهُ نِظَامُ الدِّينِ مَحْبُوبُ الْهِي
 مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ لَبْدَايُونِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ خَوَاجَهُ نَصِيرُ الدِّينِ مُحَمَّدُ دَنَا الْاَوْدَهِي جِرَاحُ
 دَهْلِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ
 الشَّيْخِ كَمَالِ الْحَقِّ وَالِدِ الدِّينِ الْمَشْهُورِ بِعَلَامَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ سِرَاجِ الْحَقِّ
 وَالِدِ الدِّينِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ
 الشَّيْخِ عِلْمِ الدِّينِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ مُحَمَّدُ دَنَا الْمَعْرُوفُ بِشَيْخِ رَاجِنِ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ
 جَمَالِ الدِّينِ الْمَعْرُوفِ بِشَيْخِ جَمَنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي
 بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ حَسَنِ مُحَمَّدِ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ حَسَنِ
 مُحَمَّدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةُ
 الشَّيْخِ مُحَمَّدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ
 حَضْرَةُ الشَّيْخِ قُطْبِ الْمَدِينَةِ الشَّرِيفَةِ شَيْخِ يَحْيَى الْمَدَنِيِّ رَضِيَ

اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ شَاهِ
 كَلِيمِ اللَّهِ الْجَهَانَ أَبَادِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ نِظَامِ الدِّينِ الْاُورَنكَا بَادِي رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ مَوْلَانَا
 مَحَبِّ النَّبِيِّ مَوْلَايَ مَخْرِ الدِّينِ مُحَمَّدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجِهِ حَافِظِ نُورِ
 مُحَمَّدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ
 سُلْطَانِ الْمَشَائِخِ شَاهِ سَلِيمَانَ التُّونَسُوِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ صَاحِبِ الْجَمَالِ شَمْسِ
 الْحَقِّ وَالِدِينَ صَاحِبِ السِّيَالِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ رَاسِ الْعُلَمَاءِ رَئِيسِ الْفَفَهَاءِ زَبْدِهِ الْوَاصِلِينَ
 قَدْوِيَةِ السَّالِكِينَ حَضْرَةِ الشَّيْخِ مَوْلَانَا مَوْلَايَ غَلَامِ قَادِرِ
 بِهِيْرُوِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

نماز قضاے حاجات

چار رکعات نماز حاجت بعد نماز عشاء کے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی تین دفعہ دوسری (۲) تیسری (۳) اور چوتھی (۴) رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک دفعہ یہ نماز برابر لیلۃ القدر کے ہے اور قضاے حاجت کے لئے کافی ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو خدا تعالیٰ کی طرف ہو یا بندہ کی طرف وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت پڑھے بعد سلام کے کلمہ شریف اور دُرود شریف پڑھے بعد یہ دعا پڑھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
 الْعَظِيمِ ط الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط أَسْأَلُكَ مَوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ
 عَزَائِمِ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ عَنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا
 تَدْعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هُمْ إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ
 رَضِيًّا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ ط

7590

